عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد:۳۴ | ۱۲تا۱۸/رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا۷/مئی ۲۰۱۵ء | شمارہ:۱۷

سائبر وے کے نقصانات

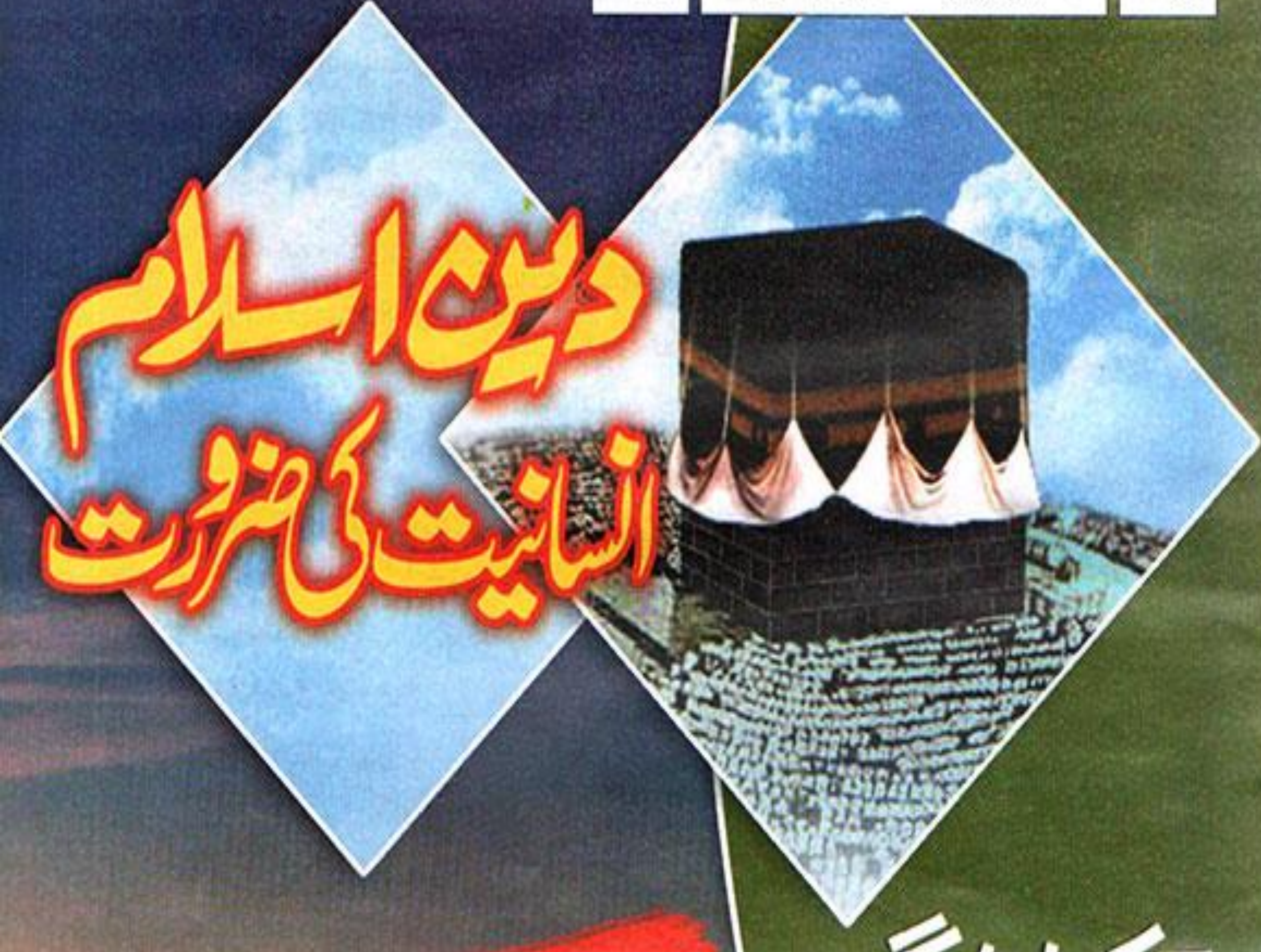

دین اسلام انسانیت کی ضرورت

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم!

حج کی ادائیگی میں جلدی کیجیے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

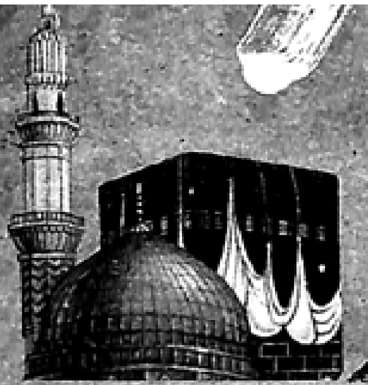

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

آیتِ سجدہ پر کب سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے؟

ابوالحسن، کراچی

س:...... اگر تلاوت کے دوران آیت سجدہ پوری نہ پڑھی جائے بلکہ نصف یا تھوڑی پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدہ واجب ہوگا یا نہیں؟

ج:...... سجدہ تلاوت واجب ہونے کے لئے پوری آیت کا پڑھنا یا سننا ضروری ہے، لیکن آیت سجدہ کو مکمل پڑھے بغیر چھوڑ کر آگے تلاوت کرنا درست نہیں ہے۔ اس طرح کرنے سے سجدہ تلاوت تو واجب نہیں ہوگا، مگر یہ بے ادبی ہے۔ اس لئے ایسا نہیں کرنا چاہئے اور مکمل آیت پڑھ کر سجدہ کرنا چاہئے۔ اسی وقت کرلیں تو بہتر ہے ورنہ بعد میں جب بھی موقع ملے تو کرسکتے ہیں۔

س:...... کیا سجدہ تلاوت بلاوضو بھی کرسکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... جی نہیں! بغیر وضو کے سجدہ تلاوت نہیں کرسکتے، باوضو سجدہ تلاوت کیا جائے۔

مسافر کے لئے قصر نماز کا حکم

س:...... ایک شخص مسافر تھا دوران سفر نماز کا وقت ہوگیا لیکن اس نے نماز نہیں پڑھی، نماز کا وقت ابھی ختم نہیں ہوا کہ وہ اپنے شہر کی حدود میں داخل ہوگیا۔ اب وہ نماز قصر پڑھے گا یا پوری؟

ج:...... جیسے ہی وہ شہر کی حدود میں داخل ہوا تو قصر کے احکام ساقط ہوگئے، اب وہ قصر نہیں کرے گا بلکہ پوری نماز پڑھے گا۔ ہاں اگر شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی نماز کا وقت ختم ہوگیا تو نماز قضا ہوگئی اور سفر میں قضا ہوئی اس لئے شہر میں داخل ہونے کے بعد بھی وہ قصر نماز کی قضا پڑھے گا۔

س:...... اگر کسی کی آمدنی حرام ہو یا بینک وغیرہ کی آمدنی ہو تو کیا ان کے گھر سے سرکاری پانی استعمال کے لئے لیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

ج:...... سرکاری پانی استعمال کے لئے لینا درست ہے۔

امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق روایات

س:...... امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں جو روایات آئی ہیں وہ صحیح ہیں یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں تمام روایات ضعیف ہیں؟

ج:...... امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں واقعات درست ہیں اور یہ صحیح روایات سے ثابت ہیں اور احادیث کی اکثر کتابوں میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے، جن میں امام مہدی علیہ الرضوان کے حالات تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں، مثلاً جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابویعلی، مصنف ابن ابی شیبہ، صحیح ابن حبان، طبقات وغیرہ اور مجموعی لحاظ سے امام مہدی علیہ الرضوان کے بارے میں روایات تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

”قال ابوالحسن الاسدی فی مناقب الشافعی تواترت الاخبار بان المہدی من ہذہ الامۃ وان عیسیٰ علیہ السلام یصلی خلفہ۔“

(فتح الباری: ج:۶، ص:۴۹۴، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام)

نماز میں شلوار یا پینٹ کا ٹخنوں سے نیچے ہونا

س:...... آج کے دور میں اکثر لوگوں کی شلوار اور پینٹ وغیرہ ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہے، اسی حالت میں وہ لوگ نماز بھی پڑھ لیتے ہیں، کیا اس طرح نماز ہوجاتی ہے؟

ج:...... نماز میں ہوں یا نماز سے باہر، مردوں کے لئے شلوار، پاجامہ، پینٹ، پتلون وغیرہ ٹخنوں سے نیچے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ ایسی حالت میں نماز بھی مکروہ ہے، اس لئے نماز تو ہوجائے گی مگر کراہت کے ساتھ ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
انٹرنیشنل

مجلسِ ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۴ ۱۲تا۱۸؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق یکم تا ۷؍مئی ۲۰۱۵ء شمارہ:۱۷

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
معاون مدیر
عبداللطیف طاہر
قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ
سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا
تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مسلم ممالک کو لڑانے کی سازش!	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج کی ادائیگی میں جلدی کیجئے	۸	مولانا محمد ابراہیم تقی
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم	۱۰	حکیم سید صابر علی
دینِ اسلام... انسانیت کی ضرورت	۱۱	شیخ الحدیث مفتی عبدالستارؒ
دفاعِ حرمین اور پاکستان	۱۵	قاری محمد حنیف جالندھری
سائبر دور کے نقصانات	۱۷	عبدالعظیم معلم ندوی
حضرت مہدی علیہ الرضوان......(۴)	۱۹	حافظ عبیداللہ
نئے امیر مرکزیہ کا تقرر	۲۲	مولانا قاضی احسان احمد
تحریک ختم نبوت... آغاز سے کامیابی تک (۲۶)	۲۵	مسعود ساجد
جاوید احمد غامدی.... سیاق وسباق کے آئینہ میں!(۷)	۲۶	مولانا فضل محمد مدظلہ

زرِ تعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

یمن بغاوت کی آڑ میں مسلم ممالک کو لڑانے کی سازش!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

عالم اسلام کے ممالک دور اندیشی کے فقدان، ناقص معاملہ فہمی، مفاد پرستی، روایتی سستی و کاہلی اور کافروں کی کاسہ لیسی کی بنا پر کئی ایک برادر مسلم ممالک میں غیروں کی طرف سے لگائی گئی آگ کو دوسروں کا مسئلہ قرار دیتے رہے اور ہمیشہ اس کو بجھانے اور کم کرنے سے پہلوتہی کرتے رہے۔

اسلام دشمنوں نے پہلے عراق ایران جنگ کرائی، ان دونوں ممالک کو معاشی اور اقتصادی طور پر کمزور کیا، پھر عراق کو کویت پر حملہ کرنے کے لیے اُکسایا گیا، جب عراق نے کویت پر حملہ کیا تو کویت کی فریاد پر اس کی امداد کے نام سے عراق کے خلاف چڑھائی کردی گئی اور اس جنگ کا تاوان بمع سود مسلم ممالک: کویت اور سعودی عرب سے ایک عرصہ تک وصول کرتے رہے، پھر اسامہ بن لادن کو پکڑنے کے بہانے افغانستان پر یلغار کردی اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے بعد کئی سال تک افغانستان کے اقتدار پر قابض اور وہاں کی عوام پر مسلط رہے۔ اسی طرح عراق پر کیمیائی ہتھیار رکھنے کے نام سے گولیوں، بموں اور کئی ایک مہلک ہتھیاروں سے اس کی آبادیوں کو آگ و بارود سے بھسم کردیا اور آج تک عراقیوں کو مختلف الزامات اور اتہامات کے تحت گولیوں کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

اسی طرح ہمارے ملک پاکستان پر بھی وہ ڈرون حملے کرتا رہا اور اندرونی طور پر اپنی سازشوں اور فریب کاریوں کے ذریعہ کئی ایک جتھوں کو باہم دست و گریبان کرکے انہیں لڑاتا اور ٹکراتا رہا۔ اس تمام تر صورت حال میں کوئی مسلم ملک اس استعمار کے ہاتھوں کو روکنے کے لیے سامنے نہیں آیا اور نہ ہی کسی نے کھل کر اس درندگی و سفاکیت کی کھلے الفاظ میں مذمت کی اور نہ ہی اس کو اس سے باز رکھنے کی کوئی مؤثر حکمت عملی اختیار کی۔

اب نوبت بایں جارسید کہ وہ ظلم و ستم اور سفاکیت و بربریت کی آگ کئی ایک مسلم ممالک میں خود اسی ملک میں رہنے والے باشندوں کے ہاتھوں لگوائی اور پھیلائی جارہی ہے، جیسا کہ عراق، شام اور یمن اس کی تازہ اور زندہ مثالیں ہیں۔

اب یہ تین عرب ممالک جنگ کی زد میں ہیں۔ عراق میں امریکہ شیعہ حکومت کی امداد اور تعاون کررہا ہے جو داعش کی سرکوبی کے نام پر سنی مسلمانوں کا قتل عام کررہی ہے۔ شام کا صدر بشار الاسد اپنے ملک میں سنیوں کو باغی قرار دے کر ان کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے اور اب یمن میں جہاں امریکہ نے القاعدہ کے ٹھکانوں پر بمباری کرنے کے بہانے یہاں اڈے قائم کیے ہوئے تھے، اس نے اس لڑائی کے بعد اپنے ہوائی اڈے ختم کردیے اور حوثی باغیوں کی اندرون خانہ حوصلہ افزائی اور اخباری بیانات کے مطابق خفیہ طور پر ان کو اسلحہ دے کر ان کی پشت پناہی بھی کررہا ہے۔ گویا تینوں ممالک میں اس لڑائی اور خانہ جنگی کی پشت پر امریکہ ہی ہے۔ اخباری اعلانات اور بیانات کے مطابق امریکہ بظاہر سعودی عرب کی حمایت کا دم بھر رہا ہے، لیکن خفیہ طریقے سے یمن کے حوثی باغیوں کو سعودی عرب پر حملہ کی شہ بھی دے رہا ہے۔

یمن مشرق وسطیٰ کا ایک مسلم ملک ہے، اس کے شمال اور مشرق میں سعودی عرب اور عمان ہے، جنوب میں بحیرۂ عرب اور مغرب میں بحیرۂ احمر واقع ہے۔ یمن کا دار الحکومت صنعاء ہے۔ یمن کی آبادی دو کروڑ سے زائد ہے۔ شمالی یمن میں اکثریت زیدی فرقہ سے تعلق رکھنے والوں کی ہے۔ یمن میں موجود

بغاوت اور شورش کا پس منظر یہ بتایا جا رہا ہے کہ یمن کا سابق صدر علی عبداللہ صالح جو تقریباً ۳۳ رسال سے اس ملک پر قابض رہا، اس ملک اور فوج کی قسمت کا مالک تھا، تین سال قبل اس کے اقتدار سے نجات حاصل کی گئی اور باہمی اتفاق رائے سے ایک قومی حکومت تشکیل دی گئی، جس میں کسی پارٹی کو حکومت اور مشورے سے باہر نہیں رکھا گیا، لیکن وہی عبداللہ صالح جو اپنے اقتدار کے دور میں حوثی قبائل سے لڑتا رہا، اس نے حوثی قبائل کو موجودہ عبوری حکومت کے صدر منصور ہادی کے خلاف اُکسایا اور بغاوت پر ابھارا۔ ۲۰ جنوری ۲۰۱۵ء کو حوثی باغیوں نے دارالحکومت صنعاء پر دھاوا بول کر صدارتی محل پر قبضہ کر لیا۔ عبوری صدر محل چھوڑ کر عدن فرار ہو گیا اور اس نے عدن کو عارضی دارالحکومت قرار دیا۔ حوثیوں نے یمن سے آگے بڑھ کر سعودی سرحد کے اندر اپنے گروہوں کے ذریعہ شورش برپا کرنا شروع کر دی، جس کی بنا پر سعودی عرب نے عرب لیگ کی کانفرنس بلا کر ان حوثیوں کے خلاف اتحاد کر لیا، ادھر یمن کے عبوری صدر نے اقوام متحدہ کے ساتھ ساتھ سعودی عرب اور خلیجی ممالک سے درخواست کی کہ ان کی حکومت کو بحال کرایا جائے اور حوثی باغیوں سے صدارتی محل اور پورے ملک سے ان کا قبضہ چھڑایا جائے۔

یمن میں حوثی قبیلہ کی بغاوت اور اس کے پس منظر و پیش منظر کے بارہ میں روزنامہ ''دنیا نیوز'' کے کالم نگار محترم جناب اظہار الحق صاحب نے اپنے کالم میں ''اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ '' کے عنوان سے ایک بہترین اور عمدہ تجزیہ پیش کیا ہے، اس کے چند اقتباسات یہاں نقل کیے جاتے ہیں، انہوں نے لکھا کہ:

''مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے، اچانک نہیں ہونا شروع ہو گیا۔ یہ سب اس منصوبہ بندی کا حصہ ہے جو اسرائیل کے بانیوں نے اور بانیوں کے بعد معماروں نے کی ہوئی ہے اور جس میں کرۂ ارض کی سب سے بڑی عسکری اور سیاسی طاقت اسرائیل کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اس منصوبے کے تحت سب سے پہلے عراق کا خاتمہ تھا، اس لیے کہ عراق عرب ریاستوں میں سب سے زیادہ مضبوط، منظم اور عسکری حوالے سے قابل رشک تھا۔ عراق کی شکست و ریخت کے بعد ایک بند تھا جو کھل گیا۔ منصوبے کا لب لباب یہ ہے کہ شرق اوسط کی تمام عرب ریاستوں کو مسالک اور فرقوں کی بنیاد پر پارہ پارہ کیا جائے۔ عراق کو تین حصوں میں بانٹ دیا جائے: شیعہ عراق، سنی عراق اور کرد عراق۔ عملی طور پر یہ تقسیم ہو چکی ہے۔ اس کے بعد شام کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ ساحلی پٹی کے ساتھ ''علوی'' ریاست قائم کی جائے۔ حلب کے علاقے میں ''سنی'' حکومت بنے۔ دمشق کے علاقے میں ایک اور ''سنی'' ریاست قائم ہو جو شمال میں واقع ''علوی'' ریاست سے لڑتی جھگڑتی رہے۔ دروزیوں کی ایک علیحدہ ریاست کی گنجائش بھی نکالی جائے۔

یہ اس منصوبے کی ایک جھلک ہے جو اسرائیلی انٹیلی جنس اور اسرائیلی افواج نے بنایا ہوا ہے...... شرق اوسط کی اس شکست و ریخت میں اگر کوئی ایک مسلمان ملک ایک فرقے کی مدد کر رہا ہے اور کوئی دوسری مسلمان قوت کسی دوسرے فرقے کی حمایت کر رہی ہے تو وہ نادانستہ اس منصوبے کی تکمیل میں معاونت کر رہی ہے۔ یہ جو بظاہر ایک کنفیوژن نظر آ رہا ہے کہ امریکہ کہیں ایران کا ساتھ دے رہا ہے اور کہیں مخالفت کر رہا ہے تو یہ کنفیوژن اصل میں منصوبے کی تکمیل کا حصہ ہے۔ عراق میں داعش کے مقابلے میں امریکہ ایران کے ساتھ کھڑا ہے اور یوں شام کے آمر حکمران بشار الاسد کا بالواسطہ بازو بنا ہوا ہے۔ دوسری طرف یمن میں سعودی عرب کا حمایتی بنا ہوا ہے۔ تیسری طرف اسرائیل کی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے کہ داعش نے بیک وقت شام اور ایران کے ساتھ ٹکر لی ہوئی ہے اور عراق کی شیعہ حکومت کو بھی ناکوں چنے چبوا رہی ہے۔ یوں جو کام اسرائیل نے کرنا تھا، وہ داعش کر رہی ہے۔

ایک اور تنازع جو مبصرین حضرات نے چھیڑا ہوا ہے، یہ ہے کہ کیا یمن میں حوثی قبیلہ کا عروج اور سعودی حملہ فرقہ واریت کا شاخسانہ ہے یا محض اقتدار کا کھیل ہے؟ یہ موقف کہ یہ فرقہ واریت نہیں ہے، محض طاقت کے حصول کی کش مکش ہے مضبوط نظر آتا ہے۔ اس کے حق میں واضح دلائل بھی ہیں، مگر ایران جس طرح حوثی قبیلہ کی مدد کر رہا ہے، اس سے یہ کش مکش اگر طاقت کے حصول کے لیے بھی تھی تو فرقہ وارانہ شکل اختیار کر چکی ہے۔ جس طرح لبنان کی حزب اللہ عملی طور پر ایران کی ذیلی تنظیم بن چکی ہے، حوثی کمیونٹی بھی اسی راہ پر چل چکی ہے۔ ایران کے پاس اس الزام کا کوئی جواب نہیں کہ ایرانی ہتھیار یمن میں استعمال ہو رہے ہیں۔ اس ضمن میں اسمگلروں کا نام بھی لیا جا رہا ہے جو کشتیوں کے ذریعہ حوثیوں کو اسلحہ فراہم کر رہے ہیں۔

اس حقیقت سے خود ایران بھی انکار نہیں کرتا کہ وہ اپنے مغرب میں واقع مسلمان عرب ممالک میں اپنی ہم مسلک اقلیتوں کو ایک مؤثر اور کہیں کہیں جارحانہ پریشر گروپوں کی صورت میں اُبھار رہا ہے۔ لبنان میں ایرانی اثر ورسوخ تو اب اتنا پرانا ہو چکا ہے کہ حزب اللہ رواں تاریخ کے ایک اہم باب کی صورت میں اپنا نقش بٹھا چکا ہے۔ یہی صورت حال عراق میں ہے جہاں ایران کی مداخلت کھلم کھلا ہو رہی ہے۔ بحرین میں شیعہ اکثریت ہے اور حکومت سنی ہے۔ رہا یمن تو حوثی قبیلہ کل آبادی کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں۔ اسی طرح اور انتہائی اہم اور مرکزی حیثیت رکھنے والے ملک میں بھی ایران اپنی ہم مسلک اقلیت کو پریشر گروپ بنا کر طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر ایران کا رویہ مختلف ہوتا اور مسلک کے ارد گرد نہ گھومتا تو آج سعودی عرب کی صف میں متحدہ عرب امارات اور ترکی نہ کھڑے ہوتے۔

سعودی عرب اور ایران دونوں پر لازم ہے کہ شرق اوسط پر نظر ڈالنے کے لیے اپنی اپنی عینک تبدیل کریں اور حالات کو اپنی اپنی ریاست کے نقطۂ نظر سے نہیں، اسرائیل کے نقطۂ نظر سے دیکھیں۔ آج اگر کہیں امریکہ ایران کا ساتھ دے رہا ہے اور کہیں سعودی عرب کا، تو کیا یہ اس حقیقت کا بین ثبوت نہیں کہ وہ کسی کا دوست نہیں اور اس کی دوررس نگاہ صرف اور صرف اپنا نشانہ دیکھ رہی ہے؟ ایسا نشانہ جسے دوسروں کی آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہیں، اس لیے کہ ان آنکھوں پر وقتی مصلحتوں کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں۔

اگر ترکی اور پاکستان جیسی غیر عرب طاقتیں بھی اس جنگ میں کود پڑی ہیں تو امریکہ اور اسرائیل کے لیے تو وہی بات ہوگی کہ ”آگ لینے کو جائیں، پیمبری مل جائے“ ان کا ایجنڈا اپنی تکمیل کو تیزی سے پہنچے گا۔ ترکی اور پاکستان دونوں براہ راست نہیں تو بالواسطہ ہی سہی ایران کے مقابل صف آرا پائے جائیں گے۔ شرق اوسط کا نقشہ تبدیل کرنے والے ایک تیر سے دو شکار کر رہے ہوں گے۔

اگر اب بھی اسرائیل کے ہر گھر میں گھی کے چراغ نہ جلیں تو کب جلیں گے؟ شام سے لے کر عراق تک اور صنعا سے لے کر عدن تک ہر جگہ مسلمان، مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ مرنے والے بھی کلمہ پڑھ کر مر رہے ہیں اور مارنے والے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مار رہے ہیں۔ جو اپنے آپ کو سنی سمجھ کر شیعہ کو قتل کر رہا ہے، وہ بھی امریکہ اور اسرائیل کو خوش کر رہا ہے اور جو اپنے آپ کو شیعہ کہہ کر سنی کو نیست و نابود کر رہا ہے، وہ بھی سنی کا نہیں، کسی اور کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچا رہا ہے:

اے خاصۂ خاصانِ رسلؐ! وقتِ دعا ہے امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے“

(۹/جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ، مطابق ۳۰/مارچ ۲۰۱۵ء، بروز پیر، روزنامہ دنیا، کراچی)

بہرحال سعودی عرب نے ان حالات میں پاکستان سے امداد اور تعاون کی درخواست کی ہے، حکومت پاکستان اور فوجی قیادت نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ کے بحران کو حل کرنے میں کردار ادا کرے۔ اقوام متحدہ، او آئی سی اور عالمی برادری آگے بڑھے، مسلم امہ کے اتحاد و یکجہتی کو برقرار رکھا جائے۔ حکومت پاکستان نے کہا کہ سعودی عرب کی خودمختاری اور سلامتی کی مکمل حمایت کرتے ہیں، اس کے تحفظ کے لیے پرعزم اور بھرپور کردار ادا کریں گے۔ اسی طرح مسلم ممالک کی قیادت سے بھی رابطوں کا فیصلہ کیا گیا۔ تفصیلات درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمائیں:

”اسلام آباد (نمائندہ جنگ/ایجنسیاں) ملک کی سول اور فوجی قیادت نے اقوام متحدہ، او آئی سی اور عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ مشرق وسطیٰ بحران کے حل کے لیے کردار ادا کیا جائے، موجودہ صورت حال کا پرامن حل تلاش اور مسلم امہ کے اتحاد و یکجہتی کو برقرار رکھا جائے۔ گزشتہ روز پرائم منسٹر ہاؤس میں، وزیر اعظم نواز شریف کی زیر صدارت اعلیٰ سطح کا ایک اہم اجلاس ہوا۔ اجلاس میں مشرق وسطیٰ کی تازہ صورت حال کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں وزیر اعظم نواز شریف کے مشرق وسطیٰ کے بحران پر مسلم ممالک کی قیادت سے رابطوں کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ جاری اعلامیہ میں کہا گیا کہ اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ پاکستان مشرق وسطیٰ کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پانے کے لیے بامقصد کردار ادا کرنے کو تیار ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ وفاقی وزیر دفاع خواجہ محمد آصف کی سربراہی میں پاکستانی وفد منگل کو ایک روزہ

دورے پر سعودی عرب جائے گا اور وفد وہاں سعودی دفاعی حکام سے ملاقات کرے گا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف نے کہا کہ پاکستان سعودی عرب کی سلامتی اور خودمختاری کی مکمل حمایت کرتا ہے اور وہ اس کے تحفظ کے لیے پرعزم اور بھرپور کردار ادا کرے گا۔ دریں اثناء اجلاس میں وفاقی وزیر خزانہ اسحاق ڈار، وزیر دفاع خواجہ محمد آصف، وزیراعظم کے مشیر خارجہ امور قومی سلامتی سرتاج عزیز، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راحیل شریف، چیف آف ایئر اسٹاف، ائیر چیف مارشل سہیل امان، ڈی جی آئی ایس آئی لیفٹیننٹ جنرل رضوان اختر، قائم مقام چیف آف نیول اسٹاف وائس ایڈمرل خان ہشام بن صدیق، سیکرٹری خارجہ اعزاز چوہدری اور دیگر اعلیٰ حکام شریک ہوئے۔‘‘

(۱۰؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۱؍مارچ ۲۰۱۵ء روزنامہ جنگ، کراچی)

اب پاکستانی وفد سعودی عرب کا دورہ مکمل کرنے کے بعد پاکستان آچکا ہے، قرائن یہ بتاتے ہیں کہ پاکستان سعودی عرب کی سالمیت اور حفاظت کی غرض سے پاک فوج کو وہاں بھیجنے کے موڈ میں ہے اور شاید اس تحریر کے چھپ کر آنے تک پاک فوج سعودی عرب جاچکی ہوگی۔ یہاں دو چیزیں ہیں: ۱:...... حرمین کا تحفظ، ۲:...... سعودی عرب کی حفاظت کے نقطۂ نظر سے اس کی سرحدوں پر پاک فوج کی تعیناتی اور اگر ضروری ہوا تو آگے بڑھ کر ان حوثی قبائل کی پیش قدمی کو روکنا اور یمن کو ان حوثی باغیوں سے آزاد کرانا۔ دونوں کے بارہ میں حکومت اور پاکستانی سیاستدانوں کا موقف جدا جدا ہے۔ جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو پاکستانی حکومت، تمام سیاسی جماعتیں، دینی حلقے اور اکثر پاکستانی عوام اس بات پر متفق ہیں کہ اگر حرمین شریفین کی حفاظت کا مسئلہ پیش آیا تو اس کے لیے پاک فوج کے علاوہ پاکستانی عوام، مال، اولاد اور جانیں سب کچھ حرمین کے تقدس اور دفاع پر قربان اور نچھاور کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس لیے کہ حرمین شریفین کی ارض مقدس ہمارے ایمان وعقیدے کا مرکز ہے، خواہ مسلمان کسی ملک یا خطہ کا باشندہ ہو، اُسے حرم مکہ اور حرم مدینہ کے ساتھ ایک والہانہ اور عاشقانہ جذباتی تعلق ہے، کیونکہ وہ زمین مہبطِ وحی اور وہاں کے بازار ومحلات پر آنحضرت ﷺ کے نقش پا ثبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس سرزمین کو امن کی جگہ اور وہاں لڑائی جھگڑے اور دنگا فساد کو الحاد قرار دے کر ممنوع فرمایا ہے۔

اور اگر ان حوثی باغیوں سے سعودی عرب کی حفاظت اور یمن کو آزادی دلانے کی جہاں تک بات ہے تو اس کے لیے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کی گول میز کانفرنس بلائی جائے اور مکمل بحث وتمحیص اور مشاورت کے بعد کوئی قدم اٹھایا جائے، جیسا کہ جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے درج ذیل پریس کانفرنس میں فرمایا ہے:

’’مولانا فضل الرحمن نے کہا ہے کہ فوج بھیجنے کا معاملہ اتنا آسان نہیں، آج کل لوگ حرمین شریفین کو نشانہ بنانے کی بات کرتے ہیں، وہ اپنی حدود میں رہیں۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سعودی عرب سے ہمارا دوستی اور عقیدت کا تعلق شک وشبے سے بالاتر ہے۔ عرب ممالک میں دفاعی معاہدہ ہے۔ اس کے مطابق وہ کچھ کریں، یہ ان کا معاملہ ہے۔ (مولانا) فضل الرحمن نے کہا کہ پاکستان اسلامی دنیا کا اہم ملک ہے۔ یمن کی مشکل کو حل کرنے میں پاکستان کوئی کردار ادا کرے۔ جو فیصلہ کریں بہت احتیاط سے کرنا چاہیے۔ یمن کے مسئلے کو مسلکی بنیادوں پر نہ لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عرب اور پڑوسی ملکوں سے تعلقات کو مدنظر رکھتے ہوئے یمن کے مسئلے کو دیکھا جائے۔...... مولانا فضل الرحمن نے کہا کہ یمن کے معاملے پر قومی جامع مشاورت ہونی چاہیے۔ فوج بھیجنے پر دباؤ ہے تو آل پارٹیز کانفرنس بلانی چاہیے۔‘‘

(۹؍جمادی الاخریٰ مطابق ۳۰؍مارچ ۲۰۱۵ء بروز پیر روزنامہ جنگ، کراچی)

اب شنید یہ ہے کہ پاکستان کے صدر مملکت نے اس اہم مسئلہ پر پارلیمنٹ کا مشترکہ اجلاس بلالیا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام اراکین پارلیمنٹ کو درست فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آپس میں دست وگریباں ہونے سے بچنے، کفار کی سازشوں کا آلۂ کار بننے اور ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل کا ذریعہ بننے سے ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین

حج کی ادائیگی میں جلدی کیجئے!

مولانا محمد ابراہیم تقی

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے آخری اور تکمیلی رکن حج بیت اللہ ہے۔ اس رکن کی ادائیگی کے لئے اس مقام پر جانا ہوتا ہے کہ جہاں سے ہر مسلمان کی جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ جہاں نبی آخرالزماں علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے قدم مبارک پڑے ہوں اور ابراہیم خلیل اللہ و اسماعیل ذبیح اللہ کو جہاں جانے کا حکم ہوا اور اس امت کی بہترین جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جو مرکز ہو۔ صرف یہی باتیں اس مقام کی محبت اور اس کی طرف سفر کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے کافی ہے لیکن قربان جائیے اپنے پیارے رب تعالیٰ کی ذات پر کہ اس نے اس مقام کی اہمیت و محبت بڑھانے کے لئے وہ انعامات اور ثوابات رکھے ہیں کہ اس کے لئے ایک پوری فہرست چاہئے اور ایک مسلمان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کو وہاں کی یاد آجاتی ہے تو اس کا دل مچل جاتا ہے اور بالآخر یہ اضطراب آنکھوں سے چھلک جاتا ہے۔ کیسی ہی مقدس ہیں وہ ہوائیں جو حرمین شریفین کی در و دیوار کو مس کرتی ہیں اور پھر کسی خوش نصیب کی سانس کا حصہ بن جاتی ہیں اور کتنے خوش نصیب ہیں وہ پرندے جو ان پُرنور فضاؤں میں اڑتے پھرتے ہیں اور کیسے ہی رشک کے قابل ہیں مٹی کے وہ ذرات جو اس مبارک مقام کا حصہ ہیں اور سب سے بڑھ کر ان ہستیوں کی سعادت کے کیا کہنے جو صرف اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر وہاں کا سفر کر کے آہ وزاری مناجات کے ذریعے روٹھے رب کو منالیتے ہیں۔

ان سب فضائل و مناقب کے باوجود باری تعالیٰ نے حج کو اسلام کا رکن قرار دیا۔ گویا بے ہمت اور کمزور طبیعتوں کو ان فضائل کے حصول کے لئے اکسایا اور نہ کرنے پر عذاب و عتاب کا مستحق قرار دیا۔ حج ہر ایسے شخص پر فرض ہے کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد اتنا مال ہو جس سے حج کے سفر کا خرچ بھی ادا ہو جائے اور غیر حاضری میں اہل و عیال کا خرچ بھی ادا ہو جائے۔

فرض حج کی ادائیگی میں جلدی کیجئے:

جس پر شریعت کے اصول کی روشنی میں حج فرض ہو جائے تو اس کو اس عظیم عبادت کو جلدی ادا کرنا چاہئے۔ بلا عذر تاخیر کرنا درست نہیں، کیونکہ اولاً تو معلوم نہیں کہ اگلے سال زندگی ہو یا نہیں اور اگر زندگی بھی ہو تو وہ صحت و عافیت ہو یا نہیں اور صحت بھی ہو تو مال کی وسعت ہوگی یا نہیں۔ لہٰذا جتنا جلد ہو سکے اس سعادت کو حاصل کرنے سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک اس کو پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’وانہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا‘‘

یعنی اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج فرض ہے۔ ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور ایک روایت کا مفہوم ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے پوچھا کہ کیا چیز حج کو واجب کر دیتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سامان سفر اور سواری۔ علماء نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کے دنیاوی مقاصد پورے نہ ہو جائیں مثلاً: جب تک مکان نہ بن جائے یا جب تک بیٹیوں کی شادیاں نہ ہو جائیں اس وقت تک حج نہیں کرنا چاہئے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ جب انسان کے پاس اتنا مال ہو جائے کہ اس کے ذریعے حج ادا کر سکے یا اس کی ملکیت میں سونا اور زیور ہے اور وہ اتنا ہے کہ اگر اس کو فروخت کر دے تو اس کی رقم اتنی وصول ہو جائے گی جس کے ذریعہ حج ادا ہو جائے گا، تب بھی حج فرض ہو جائے گا۔ لہٰذا حج فرض ہونے کے بعد اس کو کسی چیز کے انتظار کی ضرورت نہیں۔

حج میں مال کی برکت ہے:

اللہ تعالیٰ نے حج کی خاصیت یہ رکھی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے حج ادا کرنے کے نتیجے میں آج تک کوئی شخص مفلس نہیں ہوا۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے: ’’لیشھدوا منافع لھم‘‘ یعنی ہم نے حج فرض کیا ہے تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو ہم نے ان کے لئے حج کے اندر رکھے ہیں۔ حج کے بے شمار

فائدے ہیں، ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں برکت عطا فرمادیتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ حج بیت اللہ کا سلسلہ ہزاروں سال سے جاری ہے، آج تک کوئی ایک انسان بھی ایسا نہیں ملے گا جس کے بارے میں یہ کہا جاسکے کہ اس شخص نے چونکہ اپنے پیسے حج پر خرچ کردیے تھے، اس وجہ سے مفلس اور فقیر ہوگیا۔ البتہ ایسے بیشار لوگ ملیں گے کہ حج کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق میں برکت عطا فرمائی اور وسعت و خوشحالی عطا فرمائی۔ لہٰذا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ جب تک دنیا کے فلاں فلاں کام سے فارغ نہ ہوجائیں اس وقت تک حج نہیں کریں گے۔

حج میں پریشانی اور فقر ومحتاجگی سے نجات:

اس کے برخلاف حج فقر وافلاس وپریشانیاں دور کرنے کا سبب ہے گویا حج مبرور کرنے والا دنیا اور آخرت میں انعامات ہی انعامات پاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: حج و عمرہ پے در پے کیا کرو، کیونکہ حج وعمرہ دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کردیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔

حج گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے:

حج کے اخروی انعامات بھی بہت ہیں۔ ایک روایت کا مفہوم ہے: ''جس نے حج کیا اور اس میں نہ کسی فحش بات کا ارتکاب کیا اور نہ اللہ کی کوئی نافرمانی کی تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہوکر واپس ہوگا جیسا اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور ایک روایت میں فرمایا: ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک اس کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے اور حج مبرور کا بدلہ تو بس جنت ہے۔''

حاجی کی قدر وقیمت:

جب ایک مسلمان اخلاص کے ساتھ اللہ کے حکم کو پورا کرتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کی قدر وقیمت بڑھ جاتی ہے۔ خصوصاً وہ شخص جو اللہ کی محبت میں ایک عاشقانہ عبادت کو سرانجام دے اور اس میں مال وبدن کو خرچ کرنے سے کوئی دریغ نہ کرے تو ایسے خوش نصیب کی قدر وقیمت کا کیا کہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول فرمائے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو وہ ان کی مغفرت فرمائے۔

ایک روایت میں ہے جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اس کو سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے مغفرت کی دعا کے لئے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کا فیصلہ ہوچکا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کا جو بندہ حج یا عمرہ کی نیت سے یا راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلا پھر راستہ ہی میں اس کو موت آگئی تو اللہ کی طرف سے اس کے لئے وہی اجر وثواب لکھ دیا جاتا ہے جو حج وعمرہ کرنے والوں کے لئے اور جہاد کرنے والوں کے لئے مقرر ہے۔ لہٰذا ہم سب کو ہی کوشش کرنی چاہئے کہ اس فریضہ کو جلد از جلد ادا کریں اور اللہ کی رحمتوں کو اپنی جھولیوں میں بھر بھر کر وصول کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حج مبرور کی دولت نصیب فرمائے۔ ☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا

لاہور..... عقیدہ ختم نبوت پر ایمان رکھے بغیر کوئی بھی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جام شہادت نوش کرکے اسلام کے بنیادی عقیدے کا تحفظ کیا۔ عقیدہ ختم نبوت یہ اسلام کی اساس اور بنیاد ہے۔ پورے اسلام کی عمارت عقیدہ ختم نبوت پر استوار ہے۔ نسل نو کو عقیدہ ختم نبوت کے متعلق آگاہی دینا تمام مسلمانوں کے فرائض میں شامل ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع لاہور کے مبلغ مولانا عبدالنعیم نے حفیظ سینٹر گلبرگ لاہور میں ہفتہ وار تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی کے تمام اراکین نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے وطن عزیز کو اس ناسور سے بچایا تھا اس وقت قائد ایوان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم تھے۔ بھٹو مرحوم کا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے۔ بھٹو مرحوم نے فتنہ قادیانیت کے خلاف فیصلہ دے کر امت مسلمہ کی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت ایکٹ یہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت وناموس کا دربان اور چوکیدار ہے اور تحفظ ناموس رسالت قانون کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو امت مسلمہ کبھی بھی برداشت نہیں کرے گی، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر قیمت پر کریں گے۔

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم!

حکیم سید صابر علی

سعودی عرب کی وزارت حج و اوقاف کی طرف سے آئندہ سال حجاج اور معتمرین کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر حاجی یا عمرہ کرنے والا وطن واپس لوٹتے وقت صرف ۵ لیٹر زمزم لے جانے کا پابند ہوگا۔ یہ بھی خوشخبری دی گئی ہے کہ حجاج کرام خود زمزم بھر کر لانے کی زحمت سے بچ جائیں گے اور جب حجاج اپنے وطن پہنچیں گے تو ایئرپورٹ سے اپنے سامان کے ساتھ ہی ۵ لیٹر زمزم بھی وصول کریں گے جو کہ سعودی حکومت کی طرف سے بلا معاوضہ تحفہ ہوگا۔

ایک وقت تھا کہ حجاج کرام کی اکثریت بحری جہازوں سے حج، عمرہ کے لئے جاتے۔ انہیں اجازت تھی کہ حسب استطاعت وہ زمزم بھی لے جائیں جو کہ باقی سامان کے ساتھ فری لے جانے کی اجازت تھی۔ جب بحری جہازوں کا سلسلہ متروک ہوا تو ہوائی جہاز میں وزن کم کرنے کی غرض سے حجاج کو صرف ۱۰ لیٹر زمزم لے جانے کی اجازت دی گئی۔ اگرچہ قریبی عرب ممالک مصر، شام، اردن، کویت، عراق وغیرہ کے حجاج کو اب بھی بیس لیٹر زمزم لے جانے کی سہولت حاصل ہے، ممکن ہے کہ یہ سہولت صرف بسوں یا اپنی گاڑیوں میں لے جانے والوں کو حاصل ہو۔

دو تین سال پہلے یہ پابندی عائد کی گئی کہ پلاسٹک کین پر پلاسٹک کور چڑھائے جائیں جو بوتلوں کی لیکج سے محفوظ رکھنے کے لئے اچھی پابندی تھی۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران بوڑھے، کمزور اور خواتین جو خود زمزم بھر کر کندھوں پر اٹھا کر اپنے ہوٹلوں میں لے جانے سے معذور تھے، ہوٹل مالکان ان سے دس سے پندرہ ریال وصول کر کے مقامی ملازمین کے ذریعہ یہ سہولت فراہم کرتے، دو سال پہلے سعودی اخبارات میں یہ خبر چھپی کہ ہزاروں کی تعداد میں کین جن میں عام پانی بھر کر زمزم کے نام پر ہوٹل مالکان سے ملی بھگت کر کے چند ضمیر فروش فروخت کرتے رہے ہیں جو کہ حجاج کے ساتھ ظلم اور دھوکا کی بدترین مثال تھی۔ چنانچہ سعودی حکام نے حکم دیا کہ آئندہ سعودی ادارہ کی رجسٹرڈ فرموں کی پلاسٹک کی بوتلیں، جن پر گتے کی پیکنگ بھی ہوگی، صرف وہی ۱۰ لیٹر کی بوتل ہوائی کمپنیاں وصول کرنے کی پابند ہوں گی۔ مارکیٹ میں یہ ۱۰ لیٹر کی بوتل ۱۵ سے ۳۰ ریال میں ہوٹلوں کے گردونواح میں عام دکانوں میں فروخت ہوتی تھی، لوگ مجبوراً یہ خرید کر لانے پر بھی مجبور تھے۔

حجاج جب واپس آتے ہیں تو ملاقات کے لئے تشریف لانے والے حضرات کی عمدہ ترین تواضع کھجور اور زمزم ہوتے ہیں، مذکورہ فیصلہ اس لحاظ سے نہایت قابل تعریف ہے کہ حجاج کو بغیر زحمت کے اپنے گھر پہنچنے سے پہلے ہوائی اڈا سے دیگر سامان کے ساتھ ۵ لیٹر کی بوتل فری ملے گی یا ممکن ہے کہ عمرہ اور ویزا کی فیس میں اس کی قیمت بھی شامل کر لی جائے، لیکن دیکھا گیا ہے کہ اگر زمزم میں مزید پانی ملا کر بھی لوگوں کو "زمزم" پلایا جائے تو ۱۰ لیٹر بھی اونٹ کے منہ میں زیرہ محسوس ہوتا ہے۔

۵ لیٹر زمزم کی یہ پابندی سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم کے مترادف ہے۔ زمزم ایک معجزاتی پانی ہے جو قیامت تک ختم نہ ہوگا، اب تو غیر مسلم بھی مسلمانوں سے یہ پانی مانگ کر پیتے ہیں اور دنیا کے ہر کونے میں اللہ کے اس انعام سے لوگ کام و دہن کی تسکین کا سامان کرتے ہیں۔ سعودی عرب کی فیاض حکومت حجاج اور عمرہ کرنے والوں کو سہولیات بہم پہنچانے میں دن رات کوشاں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائیں۔ سعودی حکام سے اپیل ہے کہ وہ اس فیصلہ پر نظر ثانی کریں اور زمزم ۵ لیٹر کی بجائے ۱۰ لیٹر کی فراہمی کا اہتمام کریں تو ثواب بھی ملے گا اور حجاج کو "دودھ میں پانی ملانے" جیسے ناپسندیدہ عمل سے بچنے کا موقع ملے گا۔

(بشکریہ ماہنامہ "الھجر" فیصل آباد، اپریل ۲۰۱۵ء)

جام زمزم

شکر ہے تیرا خدایا! میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زمزم کا پلایا، میں تو اس قابل نہ تھا

سید نفیس الحسینیؒ

دینِ اسلام..... انسانیت کی ضرورت!

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ

دین اور دینی مدارس:

مادیت کے غلبے کی وجہ سے آج عموماً سمجھا جاتا ہے کہ روٹی، کپڑا اور مکان ہی انسانی ضرورت ہے۔ ایسا نہیں، بلکہ جو کچھ ہم زمین و آسمان کے درمیان مشاہدہ کررہے ہیں چاند، سورج، شجر، حجر، پانی اور ہوا یہ خود زمین و آسمان یہ سب انسان کی ضرورت ہیں۔ ان کے بغیر انسانی زندگی کا تصور ممکن نہیں، اسی طرح دین اسلام قرآن کریم اور شریعت مقدسہ بھی انسان کی اہم ترین ضرورت ہیں۔ انسانی جسم کی نشوونما اور اس کی صلاحیتوں کا ظہور و بقا سب اس نظام آفاق و انفسی پر موقوف ہے۔ زمین نہ ہو تو لامکان میں کیسے رہے؟ چاند سورج نہ ہوں تو گھٹاٹوپ اندھیروں میں کیسے گزارا ہو؟ زندگی سردی کی وجہ سے ٹھٹھر اور منجمد ہوکر رہ جائے۔ فصلیں و باغات کیسے پھل لائیں؟ ہوا نہ ہو تو بھی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ انسان کی پیدائش سے قبل حکیم و خبیر، قادر مطلق نے ہماری ضروریات کا یہ سارا آفاقی و انفسی نظام پیدا فرماکر اپنی صفات عالیہ تخلیق و ربوبیت اور علم و حکمت کا علی وجہ الاتم اظہار فرمادیا۔

مخلوق کی قسمیں:

اسی مالک و خالق کائنات نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت کچھ مخلوق کو تو اس طرح پیدا فرمایا کہ تخلیق اور ان کے مقصد تخلیق میں تخلف ممکن نہیں۔ جیسے ملائکہ کہ ان کی تخلیق طاعت کے لئے ہے اور یہ سراپا اطاعت ہیں۔ معصیت کے جذبات سے ہی خالی ہیں اور دوسری مخلوق جو معتد بہ شعور و ادراک سے خالی ہے ان کے ذمہ اپنے مقصد تخلیق کی تحصیل نہیں رکھی گئی بلکہ ان کی تخلیق ہی اس نہج پر ہوئی ہے کہ وہ خود ہی اپنی غایت کی طرف پہنچ رہے ہیں اور اپنی ڈیوٹی میں سرگرداں ہیں۔ آسمان، زمین، چاند، سورج، ہوا، نباتات، باغات اور جمادات سب اسی قبیل سے ہیں۔ انسانیت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ان اشیاء سے اپنی ضروریات خود پوری کرے۔ پانی کی ضرورت ہے اسے حاصل کرے، روشنی، مٹی، سبزے، درخت، پتھر، حیوانات وغیرہ سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہے تو یہ خود اپنی اس غرض کو ان اشیاء سے پوری کرے۔ ان کے ذمہ یہ نہیں کہ یہ اشیاء خود جاکر انسان کے لئے اپنی خدمات پیش کریں۔ الغرض ان کے ذمہ مقصد تخلیق کی تکمیل نہیں۔

انسان اور ان اشیاء میں ایک فرق یہ ہے کہ ان کی صلاحیتوں و استعدادات میں بہت زیادہ تفاوت نہیں رکھا گیا۔ آسمانی مخلوق تو ذی فضیلت ہے ان میں قوت و استعداد کا درجہ نہیں رکھا۔ مثلاً فرشتوں کو جیسے پیدا کیا گیا وہ ویسے ہی ہیں اور ویسے ہی رہیں گے۔ عالم سفلی کی مخلوق جمادات، نباتات اور حیوانات میں ترقیات محدود پیمانے کی ہیں۔ ان کی صلاحیتوں کے ظہور سے یہ ممکن نہیں کہ ایک پتھر ترقی کرکے میدان بن جائے یا کسی مہارت کی وجہ سے اس میں حیوانی صفات آجائیں، یا کوئی بیل، گھوڑا، گدھا، پائلٹ بن جائے یا ڈاکٹر، یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ ہاں! جسمانی نشوونما میں اضافہ ہوتا رہتا ہے لیکن اس کے لئے بھی قدرت کی طرف سے حد بندی موجود ہے۔ کوئی بیل، ہاتھی جیسی جسامت حاصل نہیں کرسکتا۔ کوئی بکری بیل کے برابر نہیں ہوسکتی۔ الغرض انسان باقی مخلوق میں سے ان دونوں امور کی وجہ سے امتیازی و اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔

۱...اس کا مقصد تخلیق طبعی طور پر خود بخود حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس کی تحصیل کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت پڑے گی۔ جب مقصد کی تحصیل اس کی فکری و عملی جدوجہد پر موقوف ہوئی اور یہ اس کی تحصیل کا مکلف ٹھہرا تو اس کی مسؤلیت بھی اس کے ذمہ پڑ گئی، یعنی انسان خالق کائنات کے سامنے ایک وقت میں جوابدہ ہوگا... تو نے اپنے فرائض کی بجاآوری کی ہے یا نہیں؟ کامیاب ہونے پر انعام اور ناکامی پر سزا کا استحقاق ہوگا ورنہ اس کے لئے مقصد تخلیق متعین کرتے ہوئے اسے اس کی تحصیل کا مکلف بنانا بعدازاں اس کی مسؤلیت و جوابدہی کا انتظام مقرر کرنا یہ سب عبث اور رائیگاں ٹھہرے گا۔ اسی کی طرف قرآن پاک میں متوجہ کیا گیا ہے:

”أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ۔“ (المومنون:۱۱۰)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ ایسے عبث کام سے برتر و بالا ہے۔“

”فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ۔“ (المومنون:۱۱۶)

ترجمہ: ”اور دوسری مخلوق میں مقصد کی تحصیل اور مسؤلیت کا نظام سرے سے موجود ہی نہیں۔“

۲:... انسان کی مخفی صلاحیتیں و استعدادات بہت زیادہ ہیں۔ اس کے نحیف و کمزور جسم کے غلاف میں پس پردہ جہنم نما غار بھی ہیں، ہمالیہ کی چوٹیوں سے بلند تر فلک بوس رفعتیں بھی ہیں، جہنم کے لاوے بھی ہیں، جنت کے گلزار بھی ہیں، فرش نشینی بھی ہے اور عرش نشینی بھی ہے۔ ایک شخص لقمے لقمے کا محتاج بن کر دریوزہ گری کر رہا ہے تو دوسرے کے خزانے شمار سے باہر ہیں۔ ایک ابجد سے ناواقف، دوسرے اعلیٰ درجے کا عالم و مصنف اور سائنس دان، ایک ہل درانتی کا ماہر تو دوسرا سیاروں پر کمندیں ڈال رہا ہے۔

الغرض افراد انسانی میں صلاحیتوں کا انتہائی تفاوت رکھا گیا ہے جیسا کہ مشاہدے سے ظاہر ہے، پھر انسانی صلاحیتیں دو قسم پر ہیں: ایک وہ جن کا تعلق اس عالم سفلی و مادی کی ترقیات سے ہے جس کے ظہور کے عجیب مناظر و انکشافات، ایجادات قدیم سے ہمارے مشاہدے میں آرہے ہیں اور پورے عالم کو ان سے بھر دیا گیا ہے۔ تسخیر ارض کے بعد اب انہی ترقیات کی بنیاد پر فضاؤں اور سیاروں کو مسخر کرنے کے درپے ہو رہا ہے۔ واقعی یہ انسانیت کی بڑی ترقی ہے مگر اس کے باوجود یہ انسانیت کی جزوی ناقص اور ادھوری ترقی ہے اس جز کو کل اور اس ناقص کو کامل سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا ہونا انتہائی خطرناک کوتاہ نظری ہے۔

انسانی صلاحیتوں کی دوسری قسم وہ ہے جن کا تعلق عالم بالا اور مابعد الموت کی ترقیات سے ہے۔ پہلی ترقیات ان کے مقابلے میں وہ حیثیت بھی نہیں رکھتی جو پانی کے ایک قطرے کو سمندر کے مقابلے میں ہے، یا چراغ کو سورج کے مقابلے میں ہے۔ انسان کے باطن میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں اور ان پر انسان کو اعلیٰ ترین ترقیات موقوف ہیں، کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا ہی پیدا کیا ہے۔ اللہ پاک اپنے نظام تخلیق اور نظام تربیت میں کسی کے مشورے کے محتاج ہیں نہ پابند اور اپنی قدرت اور حکمت بالغہ کے تحت جیسے چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ بہرحال انسان میں دوسری قسم کی صلاحیتیں یقیناً موجود ہیں۔ پہلی قسم کی صلاحیتوں کی تکمیل کا مدار عموماً تجربہ پر رکھا گیا جبکہ دوسری قسم کی صلاحیتوں کے نشوونما کو تعلیمات وحی اور ان پر عمل پر موقوف رکھا گیا۔ چنانچہ اسی مقصد کے لئے انسانیت میں سلسلہ نبوت جاری فرما کر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا تاکہ انسانیت کے باطنی اور روحانی خلا کو پُر کیا جاسکے۔ مادی کائنات اپنی تمام تر وسعتوں، علوم وفنون، صنائع وغیرہ سب کچھ کے باوجود اس خلا کو پُر کرنے سے قاصر ہے۔

مادی ترقیات نے بجلی کے قمقموں سے بحر و بر، شہروں و دیہاتوں کو روشن کر دیا لیکن باطن کے ظلمت کدوں میں کوئی شمع روشن کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ مادی ترقیات نے مفید و مضر ایجادات کے ڈھیر لگادیے۔ بڑے بڑے محیر العقول ڈیم تعمیر کیے، عظیم تر سائنس دان پیدا کیے لیکن حقیقی انسانیت کی تعمیر اور کسی عظیم تر حقیقی انسان کی تخلیق یہ وحی خداوندی کی رہنمائی کے بغیر ممکن نہیں۔ الغرض وحی خداوندی اور دین خداوندی انسانیت کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے مادی غذا، پانی اور ہوا۔ انسانیت کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے حق تعالیٰ شانہ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے اور انہیں معلم دین مقرر فرمایا اور ہر دور میں حضرات انبیاء علیہم السلام سے دین سیکھنے والے متعلمین کی چھوٹی بڑی جماعتیں بھی وجود میں آئیں۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار دینی مدارس:

یہ مدارس دینیہ کی حقیقت اور آغاز تھا جو تاریخ کے ہر دور میں تسلسل کے ساتھ جاری رہا، دوسرے لفظوں میں اسے یوں تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ: ”دینی مدارس کے اولین موجد، بانی حق تعالیٰ شانہ ہیں اور ان کے اولین معلمین حضرات انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے۔“ یکے بعد دیگرے جن کا تقرر منصب تعلیم و تبلیغ پر منجانب اللہ ہوتا رہا اور ان مدارس نبوت کے اولین طلبا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعتیں ہیں جو ہر دور میں تعلیمات نبوت سے سرفراز فرمائے گئے تو یہ گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار دینی مدارس تھے جن کے قائم کرنے والے خود حق جل شانہ ہیں۔

عالمی جامعہ کبریٰ:

ابتدائے آفرینش سے دینی مدارس کا یہ سنہری سلسلہ چلتا رہا لیکن بعض مدارس ایک قوم کے لئے مخصوص تھے۔ بعض ایک زمانے تک کے لئے تھے، مگر ایسا کوئی دینی مدرسہ نہ کھلا تھا جو سب قوموں کے لئے ہو اور سب زمانوں کے لئے، یہ سب سے آخری دینی مدرسہ فخر موجودات سید الرسل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا دینی مدرسہ اور جامعہ کبریٰ تھا، جو آپ کی تشریف آوری کے بعد پیدا ہونے والے ہر انسان کے لئے تھا، خواہ وہ کسی قوم سے تعلق رکھتا ہو، عربی ہو یا عجمی ہو، گورا ہو یا کالا، کسی زمانے میں پیدا ہوا ہو تا قیام قیامت تمام انسانوں کی نجات کا مدار اسی دینی مدرسہ محمدی سے وابستگی کے ساتھ منسلک کر دیا گیا۔

یہ وہی جامعہ کبریٰ ہے جس کا محل وقوع اور اس کی تعمیر جد پیغمبران حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیٰ نبینا وعلیہما الوف التسلیمات کے مبارکہ ہاتھوں سے کرائی گئی اور اس کی قبولیت اور تجلیات خداوندی سے اسے منور فرمائے جانے کی

دعا میں باپ بیٹے نے مل کر لیں۔

"وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمَاعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔" (البقرہ:۱۲۷)

ترجمہ: "اور یاد کر جب اٹھاتے تھے ابراہیم علیہ السلام بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل علیہ السلام اور دعا کرتے تھے: اے پروردگار! ہمارے قبول کر ہم سے بے شک تو ہی ہے سننے والا، جاننے والا۔"

اور پھر ان مقدس زبانوں سے اس جامعہ کی آبادی کے لئے امت مسلمہ کے وجود کی درخواست کرائی گئی:

"رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔" (البقرہ:۱۲۸)

ترجمہ: "اے پروردگار! ہمارے اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت فرمانبردار اپنی اور بتلا ہم کو قاعدے حج کرنے کے اور ہمیں معاف کر بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔"

جب مرکز دینی کی تعمیر ہوچکی اور اس کی آبادی کے لئے امت مسلمہ کی درخواست بھی پیش کی جاچکی تو دونوں مقدس باپ بیٹے نے اس عالمی دینی مرکز میں سید کائنات فخر موجودات، خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بطور معلم و مزکی تقرر کی عرضداشت بارگاہ خداوندی میں پیش کردی اور عرض کیا:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْهِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔" (البقرہ:۱۲۹)

ترجمہ: "اے پروردگار! ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں کا کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں اور سکھلادے ان کو کتاب اور تہہ کی باتیں اور پاک کرے ان کو بے شک تو ہی ہے بہت زبردست حکمت والا۔"

بارگاہ خداوندی سے ان سب دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا گیا۔ چنانچہ مکہ کی اس سنگلاخ وادی غیر ذی زرع کو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے رشک صد گلزار بلکہ رشک لاکھ گلزار بنادیا گیا۔

یہ دھرتی جسے بعثت محمد یہ ﷺ سے سرفراز فرمایا گیا اپنے نصیبے پر جتنا بھی فخر و ناز کرے کم ہے۔ سیدہ آمنہ کے گھر میں چاند آیا۔ جس پر کروڑوں چاند، سورج قربان، چاند و سورج کے لئے طلوع و غروب کسوف و خسوف سب کچھ ہے لیکن سیدہ آمنہ کے لال کی رسالت و نبوت اور اس کی نورانیت وہدایت کے لئے کبھی غروب و خسوف نہیں۔

فیارب صلی وسلم دائما ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

افلت شموس الاولین وشمسنا
ابداً علی افق العلیٰ لاتغرب

عالم انسانیت کے لئے سب سے بڑا جامعہ گویا مکہ مکرمہ میں اللہ رب العزت نے کھولا اور اس کا افتتاح غار حرا میں رمضان المبارک کے عشرہ وغیرہ میں سید الملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے لفظ "اقرأ" سے کرایا گیا۔ اولین درس جو جاری کیا گیا وہ یہ تھا:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَo خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍo اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُo الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِo عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْo۔" (العلق:۱تا۵)

ترجمہ: "پڑھ اپنے رب کے نام سے جو سب کا بنانے والا، بنایا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے، پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے سکھلایا آدمی کو جو وہ نہ جانتا تھا۔"

اولین وحی خداوندی میں خالق کائنات کی ربوبیت وعظمت، انسان کی حقیقت وپستی اور تعلیم خداوندی کا تذکرہ و تعارف پیش کیا گیا، جو فلاح انسانی کے لئے سنگ بنیادی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس وحی خداوندی کی تعلیم حاصل کرنے کا اولین فخر جس مقدس ہستی کو حاصل ہوا وہ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی ذات گرامی ہیں۔ رضی اللہ عنہا وارضاہا۔ گویا سیدہ خدیجہ اس جامعہ کی اولین متعلمہ ہیں جنہوں نے معلم خداوندی سے پہلا درس اخذ کیا۔

نامساعد حالات کی وجہ سے یہ دینی مدرسہ جامعہ کبریٰ گشتی مدرسے کی صورت میں مکہ مکرمہ کے مختلف مقامات پر قائم رہا۔ تین سال شعب ابی طالب میں نہایت تنگی اور عسرت سے کٹے۔ سرداران قریش کی طرف سے دعوت وتبلیغ تعلیم وتربیت کے اس مشن خداوندی کو بند کرنے کی ہر چند کوششیں کی گئیں، تکالیف پہنچائی گئیں، بائیکاٹ کئے گئے، قتل کی دھمکیاں دی گئیں.... لیکن ان انتہائی مذموم حرکتوں کے باوجود خدا کے اس نور کو بجھایا نہ جاسکا بلکہ اعلان فرمایا گیا کہ کفر کی ان سازشوں کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے اس نور کی تکمیل فرمائیں گے۔

"یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ۔" (الصف:۸)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ان ہی صبر آزما نامساعد حالات میں دس سال تک تعلیم وتبلیغ دین کا یہ کام جیسے بن پڑا مکہ مکرمہ میں

ہوتا رہا، آخر کفر کے ظلم وستم سے تنگ آ کر بحکم خداوندی مکہ مکرمہ، اپنے محبوب وطن، خاندان اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی گئی۔

اس جامعہ کبریٰ کا دوسرا بڑا مرکز مدینہ منورہ کی مسجد میں قائم ہوا۔ تعلیم وتبلیغ کا سلسلہ مسجد شریف میں، گھروں میں، بازاروں میں، سفر میں، حضر میں اور جہاد کے میدانوں میں پورے زور وشور سے جاری رہا۔ وحی خداوندی سنن نبویہ اور احکام شرعیہ کا گویا ایک چشمہ فیض تھا جو سینہ مبارک میں ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور زبان مبارک کے راستے شب و روز حضرات صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے دلوں اور دماغوں کو سیراب وشاداب اور منور کر رہا تھا، متعلمین حضرات صحابہؓ مقامی بھی تھے اور مہاجر بھی تھے۔ گھروں والے بھی تھے اور بے گھر بھی، بے گھر متعلمین کے لئے مسجد نبوی کے قریب ایک صفہ (چبوترہ) تجویز کیا گیا۔ یہ ان حضرات کی قیام گاہ تھی جن کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی اور ان کی خورد و نوش کا مدار توکل پر تھا، ان حضرات نے اپنے شب و روز کو دین کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ اغنیاء صحابہ ان کی خبرگیری فرماتے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور بوقت ضرورت جہاد میں ہمرکابی یا بطور سریہ ان کی جہاد کے لئے روانگی یہ سب امور ان کے ذمہ تھے۔

یہ امت محمدیہ ﷺ کے جامعہ کبریٰ کا اجمالی سا نقشہ تھا جو پیش کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ امت محمدیہ ﷺ کے لئے اس دینی جامعہ (یونیورسٹی) کے موجد و بانی اللہ پاک ہیں اور اس کے معلم اول سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ معلم کی تنخواہ اور وظیفہ بانی کے ذمہ ہوتا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ اللہ تعالی نے خصوصیت سے اپنے ذمہ رکھا۔ اعلان کر دیا:

"یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ فَطَرَنِیْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ." (ہود:۵۱)

دوسرے مقام پر ہے:

"اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ." (الشعراء:۱۰۹)

فضلاء:

اس جامعہ کے طلباء ومتعلمین مہاجرین وانصار اور مقامی و بیرونی حضرات صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت ہے۔ جن میں ابوبکر وعمر، عثمان وعلی، طلحہ و زبیر، سعد وسعید، ابوہریرہ وابوذر، عبداللہ ابن مسعود، ابن عباس، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، سیدہ عائشہ، حفصہ، فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ ایک لاکھ سے بھی زائد صحابہ کرام کی فوج ہے جو اس جامعہ کے فیض یافتہ ہیں۔

نصاب:

اصولی طور پر ان کا نصاب (سلیبس) نص قرآنی تعلیم کتاب، حکمت اور باطنی تزکیہ ہے اور اس نصاب کی مجوز خود حق جل شانہ کی علیم وخبیر تمام کائنات کی خالق و مالک ذات عالی ہے جو اپنے علم کامل اور حکمت بالغہ کی بناء پر انسان کی حقیقی ضرورت علمیہ سے تمام کائنات کی بنسبت زیادہ باخبر ہے، اسے خوب معلوم ہے کہ انسان کی فطرت میں علمی وعملی بنیادی کمزوریاں کیا ہیں؟ وہ خود جانتے ہیں کہ انسانیت میں گمراہی اور تباہی کے لاوے کہاں کہاں سے پھوٹتے ہیں؟ اور انہیں کیسے بند کیا جاسکتا ہے۔ نیز انسان کے باطن میں کیا کیا مخفی استعدادیں اور صلاحیتیں مستور ہیں جن کی صحیح تربیت کے بعد انسانیت کو انتہائی ترقیات ولازوال ابدی خوشحالیوں اور مسرتوں سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے؟ یہ مقاصد وفوائد نصاب تھے جن کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسانیت کے لئے یہ ایسا نصاب تجویز فرمایا جس کے ذریعہ انسانیت کے جادہ مستقیم سے بھٹکنے سے امن اور اس کی انتہائی مقدرہ ترقیات کے حصول کی ضمانت حاصل ہوجاتی ہے، اس نصاب سے اعراض دنیوی واخروی ذلت ورسوائی کا موجب ہے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ تعلیم و تبلیغ کماحقہ پورا دین امت کو پہنچادیا اور حجۃ الوداع کے عظیم ترین اجتماع میں اس پر امت کو گواہ بنایا: "الا هل بلغت، الا هل بلغت" اور آخری ہدایات بھی ارشاد فرمائیں:

"فجزی اللّٰه عنا سیدنا و مولانا محمد صلی اللّٰه علیه وسلم افضل ماجزی نبیا عن امته فا اللهم لک الحمد کما انت اهله فصل علی سیدنا محمد کما هو اهله واصنع بنا ما انت اهله ولا تصنع بنا ما نحن اهله." ☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

دفاعِ حرمین اور پاکستان

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (جنرل سیکریٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان)

سعودی عرب اور پاکستان کے مابین اخوت و محبت کا رشتہ صرف اقتصادی، تجارتی سیاسی اور عسکری دوستی اور باہمی تعاون کا رشتہ ہی نہیں، بلکہ ایک دینی، ایمانی اور روحانی رشتہ بھی ہے، اس رشتے اور اخوت کا ہر موقع پر اور ہر جگہ دونوں طرف سے اظہار ہوتا رہا۔ پاکستان کی اقتصادی مشکلات ہوں یا پٹرول کی کمی کا مسئلہ، کشمیر کا مسئلہ ہو یا افغانستان کے امور، قیامت خیز زلزلہ ہو یا ہلاکت خیز سیلاب ... مشکل کی ہر گھڑی میں سعودی عرب نے پاکستان کے لئے بڑے بھائی کا کردار ادا کیا۔ جتنا سعودی عرب کی جانب سے تعاون کیا گیا، اتنا تعاون کرنا سپرپاورز کے بس کی بات بھی نہیں۔

ہم جب پیچھے پلٹ کر دیکھتے ہیں تو ہمارے جملہ عسکری تجربات میں سعودی عرب کا حصہ نظر آتا ہے، ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر میں سعودی عرب کا تعاون دکھائی دیتا ہے، ہمارے سیاسی بحرانوں میں سعودی عرب ثالث کا کردار ادا کرتا ہے، ہمارے دیس کے بچوں کو محنت مزدوری فراہم کے لئے سعودی عرب ایک مادر مہربان کی طرح اپنی آغوش میں لیتا نظر آتا ہے، ہمارے حاجیوں اور معتمرین کے سامنے سعودی بھائی دیدہ و دل فرش راہ کئے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمارے ہاں سعودی عرب نے کتنے ہسپتال بنوائے، کتنی مساجد تعمیر کروائیں، کتنے اسکول بنائے، زلزلہ زدہ علاقوں میں بسنے والوں اور سیلاب کی نذر ہوجانے والوں کی امداد اور بحالی کے لئے سعودی عرب میں شاہ عبداللہ کی جانب سے امدادی مہم شروع ہوئی تو سعودی عرب کے ننھے منے بچے اپنی جیب خرچی لاکر چندہ مہم میں ڈالنے لگے، سعودی خواتین نے اپنے زیورات تک پاکستانی مسلمانوں سے تعاون کے لئے نچھاور کئے، کسی عالمی فورم پر سعودی عرب کی اخلاقی حمایت کی ضرورت پڑی تو سعودی عرب ہمیشہ پاکستان کے شانہ بشانہ نظر آیا۔ الغرض ایسی منفرد دوستی کی مثال شاید ہی دنیا کے دیگر ممالک پیش کرسکتے ہوں۔

پاکستان نے بھی ہمیشہ بساط کے مطابق سعودی عرب سے دوستی کا فرض نبھایا۔ خاص طور پر حرمین شریفین میں جب کبھی امن وامان کا کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو پاکستان نے اسے اپنی ذمہ داری سمجھ کر سرانجام دیا اور پاک وطن کے شیر دل جوانوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر حرمین شریفین کا دفاع کیا۔ اس پورے عرصے میں کبھی سعودی عرب کی فیاضی پر کسی نے انگلی اٹھائی نہ پاکستان کی وفاداری کو شک وشبہ کی نگاہ سے دیکھا گیا، لیکن کچھ عرصے سے عالم اسلام میں طاغوتی قوتوں کے ایما پر شرانگیزی کی جو کوششیں کی جارہی ہیں، ان کوششوں کو اخلاقی جواز مہیا کرنے والے موجودہ صورت حال میں بلاوجہ ابہام پیدا کررہے ہیں۔

یاد رہے کہ اس وقت پاکستان کی طرف سے سعودی عرب کے لئے دفاعی تعاون کی جو بحث چل رہی ہے، اس کا تعلق صرف یمن سے ہے، نہ سنی شیعہ لڑائی سے اور نہ ہی ایران سعودیہ کشمکش سے۔ اگر ایسا ہوتا تو پاکستانی فوجیں شام میں ظلم کی چکی میں پسنے والے مظلوم سنیوں کی حمایت کے لئے ضرور حرکت میں آتیں، پاکستان کی سرزمین پر پراکسی وار لڑنے پر کسی شدید ردعمل کا اظہار کیا جاتا۔ اگر یہ شیعہ سنی لڑائی ہوتی تو بغداد اور فلوجہ میں لڑی جاتی.... یہ قطعاً شیعہ سنی تنازعہ نہیں ہے اور نہ ہی پاکستان سے تعاون سنی یا شیعہ تناظر میں مانگا گیا ہے۔ لیکن سمجھ نہیں آتی کہ اس معاملے کو کھینچ تان کر شیعہ سنی لڑائی کیسے قرار دیا جارہا ہے۔

جب یمن میں ایک شورش کو کچلنے کی بات کی جاتی ہے تو اس کو کسی تیسرے ملک اور کسی مکتب فکر پر حملہ کیوں کر تصور کرلیا جاتا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ شورش راتوں رات تو نہیں برپا کی گئی، بلکہ اس کے پیچھے برسوں بلکہ عشروں کی ریاضت ہے۔ اس لئے جب پرائے معاملات میں مداخلت کی بات ہوگی، دوسری سرزمین میں دراندازی کا قضیہ زیر بحث آئے گا اور دوسروں کے خیمے میں سر داخل کرنے کا قصہ چھڑے گا تو اس کا آغاز موجودہ لڑائی سے نہیں ہوگا بلکہ اس کے حقیقی پس منظر سے بات شروع ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس میں بہت سے پردہ نشینوں کے نام بھی آئیں گے اور بجا طور پر سوال پیدا ہوگا کہ سمندر پار سے آکر پراکسی وار لڑنے والوں کے طرز عمل پر تو کوئی انگلی نہ اٹھے اور اپنی سرحدوں کے ساتھ ٹکراتی شورش کی موجوں کو پیچھے دھکیلنے والے مورد الزام ٹھہریں، یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ دنیا کے کسی خطے میں کسی لشکر سے، کسی مسلح گروہ سے خطرہ محسوس ہو تو اس سے نجات حاصل کرنا پوری دنیا کا مسئلہ قرار دیا جاتا ہے، جیسے داعش سے دنیا کو خطرہ محسوس ہوا تو اس کے خلاف اتحاد تشکیل پایا، عرصے سے داعش کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر داعش کے مسلح جنگجو باغی ہیں تو یمن کے حوثی کیا پھولوں کے ہار بیچنے میں مصروف ہیں؟ داعش کے لئے اور پیمانے اور حوثی باغیوں کے لئے اور پیمانے کیوں بنالئے جاتے ہیں؟ امریکا اپنی سلامتی کے لئے

سات سمندر پار آ کر افغانستان میں آتش و آہن کی بارش برسائے تو درست، عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادے تو کسی کو پرواہ نہ ہو، اگر سعودی عرب اپنے ملک کی طرف بڑھنے والے سیلاب بلاخیز کو روکنے کے لئے یمن کی آئینی حکومت کی درخواست پر یمن کے باغیوں سے یمن اور خود سعودی عرب کو بچانے کی کوشش کرے تو قصور وار... یہ دوہرے معیار سمجھ سے بالاتر ہیں۔ باغیوں کو صرف اور صرف باغی سمجھنا چاہئے اور دہشت گردوں کو بلاتفریق دہشت گرد جاننا چاہئے، باغیوں اور دہشت گردوں کا نہ کوئی مسلک ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی مذہب، اس لئے باغیوں کو شیعہ سنی کے خانے میں بانٹنا اور دہشت گردی کو الگ الگ رنگ دینا افسوسناک ہی نہیں بلکہ خطرناک بھی ہے۔

اس وقت ہمیں اس صورت حال کو شیعہ سنی تناظر میں نہیں دیکھنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ دشمن کی کوشش ہوگی کہ وہ عالم اسلام کو شیعہ سنی بلاکوں میں تقسیم کرکے انہیں باہم لڑا کر آدھ موا کردے، اس لئے صرف یمن یمن کی رٹ لگانے کی بجائے یہ دیکھنا ہوگا کہ خرابی کا آغاز کہاں سے ہوا اور اس مہم جوئی اور شورش کے اسباب و عوامل کیا ہیں؟ جب ہم تاریخی حقائق پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ بعض ممالک میں آنے والے انقلاب اور پھر انہیں دوسرے ملکوں میں ایکسپورٹ کرنے کی جو پالیسی اختیار کی گئی اور بعض ممالک کی جانب سے جس توسیع پسندانہ طرز عمل کا مظاہرہ کیا گیا، اسی توسیع پسندی اور ملکوں ملکوں انقلاب کے پرچم لہرانے کی سوچ نے اس وقت عالم اسلام کو فرقہ واریت، قتل و غارت اور کشت و خون کے عذاب سے دوچار کررکھا ہے۔

اس لئے ٹھنڈے دل و دماغ سے عالم اسلام کے تمام ممالک خاص طور پر ترکی اور پاکستان کو اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ایران اور سعودی عرب کو مذاکرات کی میز پر بٹھانا ہوگا اور اس بات کا جائزہ لینا ہوگا کہ عسکریت پسندی، پراکسی وار لڑنے کی خواہشات اور توسیع پسندی کے خواب کس نے کب اور کیوں دیکھنے شروع کئے، ان خوابوں اور منصوبوں نے عالم اسلام کو کس آزمائش سے دوچار کیا اور آنے والے برسوں میں اپنے ہاتھوں بوئے ہوئے یہ بیج کیا گل کھلائیں گے؟ ان بنیادی عوامل کا جائزہ لینے کے بعد ان کے تدارک کی منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔

سب سے زیادہ باعث حیرت امر یہ ہے کہ اس وقت قومی مفادات اور پاکستانی سوچ کا اظہار کرنے کی بجائے بعض عناصر پاک وطن سے زیادہ دوسرے ممالک سے وابستگی اور وفاداری کا اظہار کررہے ہیں۔ محب وطن، اعتدال پسند اور اہل علم سنی اور شیعہ دونوں حلقوں کو بھی اس صورت حال کا سنجیدگی سے نوٹس لینا ہوگا کہ وہ مٹھی بھر عناصر جو تاریخ کے اس نازک موڑ پر پاکستان سے زیادہ بیرونی ممالک سے وفاداری کا اظہار کررہے ہیں اور جو پاکستان میں شیعہ سنی کشیدگی اور محاذ آرائی کا راگ مسلسل الاپ رہے ہیں، کہیں وہ پاکستان میں بسنے والے محب وطن اہل سنت اور ملت تشیع کی پیٹھ میں خنجر تو نہیں گھونپ رہے؟

پاکستان اس اہم مرحلے پر اپنے دینی، سیاسی، جغرافیائی، تزویراتی، اقتصادی اور عسکری مفادات اور مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ فیصلہ کرے، جس کے پاکستان کے مستقبل پر بہتر اثرات مرتب ہوں اور اس کے لئے پاکستان نہ کسی ملک کی ناراضی کی پروا کرے اور نہ ہی زمینی حقائق اور معروضی حالات سے نظریں چرانے والے غیر ملکی وکیلوں کے مسلکی وابستگی پرمبنی خدشات کو خاطر میں لائے۔ یاد رہے:

"لمحوں نے خطا کی تو صدیوں نے سزا پائی"

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳ اپریل ۲۰۱۵ء)

حرمین شریفین کا دفاع ہمارے ایمان کا حصہ ہے: قاری محمد حنیف جالندھری

ملتان... سعودی عرب کی سالمیت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے، پاک سعودیہ دیرینہ تعلقات کو سبوتاژ کرنے والوں کو ان کے عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے جو عناصر پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنا چاہتے ہیں انہیں ناکامی ہوگی۔ ان خیالات کا اظہار وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی سربراہی میں وفاق المدارس کے اعلیٰ سطحی وفد نے سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور کے مشیر ڈاکٹر عبدالعزیز العمار اور ان کے رفقاء سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے وفد میں مولانا عبیداللہ خالد ابن مولانا سلیم اللہ خان نائب مہتمم جامعہ فاروقیہ (کراچی)، مولانا امداداللہ ناظم تعلیمات جامعہ بنوری ٹاؤن (کراچی) مولانا قاضی عبدالرشید ڈپٹی جنرل سیکرٹری وفاق المدارس (راولپنڈی) مولانا ظہور احمد علوی مسؤل وفاق المدارس (اسلام آباد) مولانا نذیر احمد فاروقی اور مولانا عبدالقدوس محمدی شامل تھے۔ وفاق المدارس کے قائدین نے سعودی مہمانوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے انہیں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کروائی اور کہا کہ حرمین شریفین کا دفاع ہمارے ایمان اور عقیدے کا حصہ ہے اس میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب ہمارا ایمانی وطن ہے اس کی سالمیت اور امن وامان پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔ وفاق المدارس کے قائدین نے کہا کہ بعض ناعاقبت اندیش عناصر پاکستان اور سعودی عرب کے دیرینہ تعلقات کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں ان کے عزائم کو کسی صورت کامیاب نہیں ہونے دیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جو عناصر پاکستان کو عالمی سطح پر تنہا کرنا چاہتے ہیں انہیں ناکامی ہوگی۔ اس موقع پر سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور کے مشیر ڈاکٹر عبدالعزیز العمار نے کہا کہ سعودی عرب پاکستان اور پاکستانی قوم کی مخلصانہ محبت اور لازوال دوستی کے قدردان ہیں اور ہر مشکل گھڑی میں پاکستان کے شانہ بشانہ کھڑے رہے اور آئندہ بھی کسی مشکل گھڑی میں پاکستان کو تنہا نہیں چھوڑیں گے تاہم انہوں نے واضح کیا کہ وہ بھی مشکل کی اس گھڑی میں پاکستانی قوم سے مخلصانہ اور بے لوث تعاون کی امید رکھتے ہیں۔ انہوں نے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی خدمات کو زبردست الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ وفاق المدارس نے دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے جو گرانقدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

سائبروے کے نقصانات

عبدالعظیم معلم ندوی

انفارمیشن سوپر ہائی وے، سائبر ورلڈ یا سائبروے جیسے مختلف ناموں سے پہچانے جانے والا انٹرنیٹ دراصل کمپیوٹروں کے ایک مضبوط اور مربوط جال کا نام ہے، عموماً جب اس پر کوئی قلم کار قلم اٹھاتا ہے تو اس کے افادے اور استفادہ کی شکلیں اس کے زیر بحث ہوتی ہیں، مختلف دلائل سے وہ اپنی بات ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ حقیقت بھی ہے کہ انٹرنیٹ کی آمد کے بعد سے دنیا کی ترقی کی رفتار میں ناقابل یقین اضافہ ہوا ہے، کوئی بھی محکمہ، کوئی بھی شعبہ اور کوئی بھی ادارہ اس سے خالی نہیں، خصوصاً اطلاعات کی ترسیل کا جو کام اس سے لیا جاتا ہے ہر کوئی اس سے مستفید ہو رہا ہے، جہاں تک تعلیم، سیاست اور تجارت جیسے اہم شعبے ہیں انٹرنیٹ نے یہاں بھی حیرت انگیز اور خوشگوار تبدیلیاں پیدا کی ہیں، غرض کوئی شعبہ اس کرشماتی ایجاد سے محروم نہیں، ہر کوئی اپنے فائدے، شہرت اور مقاصد کے حصول کے لئے اس کا بھرپور استعمال کر رہا ہے، تصویر کا یہ رخ عموماً قلم کاروں کے سامنے ہوتا ہے، جب کہ اگر جائزہ لیا جائے تو اس کا دوسرا رخ بھی ہے جس کے نقصانات اور تباہ کاریوں سے کسی طور انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ذریعے سے معاشرہ تیزی سے تباہی کی سمت بڑھتا جارہا ہے اور روز نئے مسائل جنم لے رہے ہیں اور خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

اگر سائبر ورلڈ کے نقصانات کا جائزہ لیا جائے تو اس کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک نقصان مالی یا معاشی قسم کا ہوتا ہے جب کہ دوسرا نقصان جو بڑا خطرناک اور زیادہ کارگر ہوتا ہے اخلاقی اور معاشرتی نقصان ہے۔

انٹرنیٹ کا سب سے زیادہ نقصان وہ پہلو وہ ویب سائٹس ہیں جن پر حیا سوز اور عریانیت سے بھرپور تصاویر اور ویڈیوز اپلوڈ کی جاتی ہیں، نسل نو کے لئے اس سے بڑھ کر خطرناک اور کوئی چیز نہیں، فحش بینی نہ صرف انسان کی اپنی صحت کو نقصان پہنچاتی ہے اور خاندان و معاشرہ و ملک وملت کو ذلت و رسوائی کا تمغہ دیتی ہے بلکہ یہ رفتہ رفتہ زناکاری اور مختلف جرائم کی راہ ہموار کرنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر نفسانی خواہشات کا جو مادہ رکھا ہے اس کے لئے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا گیا تو پھر اس کا بہکنا ضروری ہے، مغربی تعلیم اور والدین کی ناقص تربیت بچوں کو اس دلدل میں پھینک رہی ہے۔ اسلام نے سب سے پہلے ایسے ذرائع پر ہی پابندی لگادی جہاں سے بے حیائی اور فحاشی کے آنے کا امکان تھا، عورتوں کے لئے پردہ کا اہتمام اور مردوں کو نگاہ نیچی کرکے چلنے کا حکم، دینی تعلیم اور والدین کی صحیح تربیت سے نسل نو ملک وملت کی تعمیر میں حصہ لے سکتی ہے، یہ اسلام کا وہ امتیازی وصف ہے جس کو اختیار کرنے سے معاشرہ ہر قسم کی برائیوں سے پاک صاف ہوسکتا ہے۔ اسلام کی انہی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اگر ہر ملک میں ایسے ویب سائٹس پر مکمل پابندی لگادی جائے تو معاشرہ بہت سارے جرائم اور نقصانات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

فحاشی اور عریانیت سے بھرپور ان ویب سائٹس اور ویب کیم سے صرف اخلاق کا زیاں نہیں ہوتا بلکہ اس سے کئی ایک جرائم پیدا ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ آج طرح طرح کے جرائم پیدا ہونے لگے ہیں اور چونکہ یہ سائنسی ایجاد آج کے زمانہ میں ہر خاص و عام کے دسترس میں ہے اور بچے بھی اس کو استعمال کرنے لگے ہیں، اس لئے بڑے اخلاقی جرائم پیدا ہونے لگے ہیں، اس لئے اس کی طرف توجہ دینا اور اپنے گھر کے افراد پر نظر رکھنا نہایت ضروری ہے تاکہ کوئی ایسا موقع ان کو نہ ملے جن سے وہ غلط راہوں پر پڑ سکیں۔

اخلاقی اور معاشرتی جرائم کے علاوہ بھی بہت سارے سائبر کرائم ہیں جن کے ذریعے سے جرائم پیشہ افراد لوگوں کو لوٹتے ہیں، بدنام کرتے ہیں، دھمکیاں دے کر جینا حرام کردیتے ہیں، بلیک میلنگ ہوتی ہے۔ جی ہاں! ہیکنگ (Haking) کے ذریعہ جرائم پیشہ افراد تجارتی کمپنیوں کو یا مخصوص افراد کو لوٹتے ہیں، جیسے کسی شخص کے کریڈٹ کارڈ کی تفصیلات معلوم کرکے اس میں موجود پوری رقم اپنے

خاموش رہو!

کچھ کہنے کا وقت نہیں یہ، کچھ نہ کہو، خاموش رہو
اے لوگو! خاموش رہو، ہاں اے لوگو! خاموش رہو
سچ اچھا، پر اس کے جلو میں، زہر کا ہے اک پیالا بھی
پاگل ہو؟ کیوں ناحق کو سقراط بنو، خاموش رہو
حق اچھا، پر اس کے لئے کوئی اور مرے تو اور اچھا
تم بھی کوئی منصور ہو جو سولی پہ چڑھو؟ خاموش رہو
آنکھیں موند کنارے بیٹھو، من کے رکھو بند کواڑ
انشا جی! لو دھاگا لو اور لب سی لو، خاموش رہو

ابن انشا

اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیتے ہیں، اسی طرح بینک کے یا تجارتی کمپنیوں کے ویب سائٹس کو بھی ہیکرس ویب جیکنگ کے ذریعہ اپنے قبضہ میں لے کر بڑا نقصان پہنچاتے ہیں، ویب ہیکنگ کے ذریعے ہی کبھی کسی مشہور اور مقبول ویب سائٹس کو بدنام کیا جاتا ہے، ویب سائٹس پر موجود اصلی مواد ہٹا کر غلط سلط مواد اس میں داخل کیا جاتا ہے، جس سے ویب سائٹس کے مالکان کی شبیہ خراب ہو جاتی ہے اور بڑی سبکی و بدنامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، پھر اس مواد کو ہٹانے کے لئے مجرمین بڑی اور خطیر رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، کبھی دشمنی اور انتقام کے جذبے میں وائرس اٹیک کرایا جاتا ہے جس سے ان کا پورا نظام تباہ ہو جاتا ہے، جب کہ دیکھا یہی گیا ہے کہ عموماً وائرس اٹیک میں اینٹی وائرس کے سافٹ ویئر تیار کرنے والی کمپنیاں ہی اس میں ملوث ہوتی ہیں، غرض سائبر کی دنیا میں وائرس اٹیک، ویب ہیکنگ، اسکوائنگ، اسٹاکنگ جیسے جرائم عام ہو چکے ہیں۔

یہ دونوں پہلو اخلاق و معاشرتی اور مالی و تجارتی یا معاشی لحاظ سے بڑے ہی خطرناک ہیں، امریکا جیسے ترقی یافتہ اور سپر پاور کہلانے والے ملک کے تباہ کن حالات دیکھنے کے بعد ہر صاحب بصیرت اس کے لئے فکر مند ہے، حکومتیں بھی اس کے سدباب کے لئے فائر والز (Fire Walls) کے انتظامات کئے جا رہے ہیں اور بڑے پیمانہ پر اس سے نبرد آزما ہونے کے لئے دنیا بھر کی مختلف تنظیمیں میدان میں کود چکی ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اکثر و بیشتر یہ حفاظتی اقدامات مالی، تجارتی اور معاشی میدان کے لئے سودمند ثابت ہو سکتی ہیں لیکن اخلاقی قدروں اور معاشرتی اصولوں کے لئے کوئی موثر اقدام ابھی تک نہیں کیا گیا اور نہ ارباب حل و عقد اس کے لئے فکر مند نظر آتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ اس موضوع پر بھی سیمینار کرائے جائیں، عالمی طور پر لوگوں کی نظریں اس جانب مبذول کرانے کی کوششیں کی جائیں، ان حیا سوز حرکات کے خلاف متحد ہو کر موثر قوانین بنائے جائیں اور سختی سے ان پر عمل کرایا جائے، اس سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ خود انسان کا ضمیر جاگ جائے اور وہ اپنے آپ کو ایسی حیا سوز اور فحش چیزوں سے دور رکھے، خصوصاً والدین اپنے بچوں کی خواہشات کی تکمیل میں اندھے نہ ہوں بلکہ شرعی حدود میں رہ کر اگر ان کی خواہشات کا احترام کریں گے تو یہی بچے کل ملک و ملت کے لئے سرمایہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆☆..................☆☆

صدیق ؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس!

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ

اک دن رسولِ پاک ﷺ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مال دار

ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمرؓ اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیقؓ سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

لائے غرض کہ مال رسولِ امیں ﷺ کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

پوچھا حضور سرورِ عالم ﷺ نے اے عمرؓ!
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار!

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا؟
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آ گیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

بولے حضور ﷺ چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

اے تجھ سے دیدۂ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی

چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

چوتھی قسط

حافظ عُبید اللہ

صحیح بخاری پر مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ

آخر میں مرزا قادیانی کا یہ بیان بھی پڑھ لیں:

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی ھذا خلیفة الله المھدی اب سوچو یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت میں کلام ہے۔" (شہادۃ القرآن رخ6،صفحہ 337)

پہلے مرزا قادیانی کا یہ بیان گذرا کہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے مہدی کے بارے میں کوئی روایت ذکر نہیں کی، یہاں مرزا لکھ رہا ہے کہ صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ آخری زمانہ میں ایک خلیفہ کے بارے میں آسمان سے آواز آئے گی کہ "یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے" اور مرزا کسی معترض کو جواب دیتے ہوئے لکھ رہا ہے کہ یہ حدیث بڑے پائے اور مرتبہ کی ہے کیونکہ یہ اس کتاب میں ہے جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔(یعنی صحیح بخاری)

ہم اپنے قارئین کو بتاتے چلیں کہ صحیح بخاری میں ایسی کوئی روایت سرے سے موجود ہی نہیں یہ مرزا قادیانی کا صحیح بخاری پر جھوٹ ہے، آپ کہیں گے کہ ہم اسے جھوٹ کیوں کہہ رہے ہیں یہ مرزا کی بُھول اور غلطی بھی ہوسکتی ہے، ہوسکتا ہے اُس نے غلطی سے کتاب کا نام غلط لکھ دیا ہو، مرزائی پاکٹ بک میں بھی یہ جواب دیا گیا ہے کہ "فلاں فلاں مصنف نے ایک کتاب کا حوالہ دیا ہے جو کہ ٹھیک نہیں لہذا اگر مرزا صاحب نے بھی غلطی سے یہ حوالہ دے دیا تو اس میں اعتراض والی کیا بات ہے؟ جبکہ خود مرزا صاحب نے دوسری جگہ صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ امامین یعنی بخاری و مسلم نے مہدی کے بارے میں کوئی بھی روایت ذکر نہیں کی تو ثابت ہوا کہ یہ بھول ہے اور انبیاء سے بھول ہوسکتی ہے وغیرہ" تو عرض ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کا نبی ہے اور اللہ اسے ایک لمحے کے لئے بھی غلطی پر نہیں رکھتا (ترجمہ عربی تحریر: نور الحق، رخ 8، صفحہ 272) نیز اُس نے خود لکھا تھا کہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے (اعجاز احمدی، رخ 19، صفحہ 133) مرزا نے اپنی کتاب "شہادۃ القرآن" شائع کی سنہ 1893ء میں، اس کے بعد وہ تقریباً پندرہ سال زندہ رہا لیکن اُسے یہ پتہ نہ چلا کہ اُس نے یہ حوالہ غلط دیا ہے اور آج تک اس کی کتاب میں یہ حوالہ اسی طرح موجود ہے اگر اُس نے تصحیح کروادی ہوتی تو آج اس کی کتاب میں حوالہ بدل دیا جاتا جیسے مرزا بشیر احمد کی کتاب "سیرۃ المہدی" کے نئے ایڈیشن میں جماعت مرزائیہ نے بعض جگہ تبدیلی کی ہے اور وجہ یہ بتائی ہے کہ مرزا بشیر احمد نے اپنی زندگی میں یہ ہدایت جاری کردی تھی کہ فلاں جگہ لفظ تبدیل کردیے جائیں، اور رہی یہ بات کہ مرزا نے دوسری جگہ لکھا ہے کہ امام بخاریؒ نے مہدی کے بارے میں کوئی روایت ذکر نہیں کی تو مرزا کی وہ تحریر ازالہ اوہام میں ہے (جس کا حوالہ پہلے گذرا) اور ازالہ اوہام سنہ 1891ء میں شائع ہوئی یعنی شہادۃ القرآن سے پہلے، اور مرزا صحیح بخاری کا حوالہ دے رہا ہے شہادۃ القرآن میں جو 1893ء میں شائع ہوئی اب مرزائی مربی بتائیں کہ مرزا کا پہلے والا بیان ٹھیک ہے یا بعد والا؟۔

مرزا قادیانی کے دعوائے مہدیت کی بنیاد کیا ہے؟

قارئین محترم! مرزا قادیانی کی چند تحریریں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، ایک طرف تو اُس نے صاف لکھا کہ مہدی کے بارے میں جس قدر روایات ہیں سب مجروح اور ضعیف ہیں اُن میں سے ایک بھی صحیح نہیں، کہیں لکھا کہ امام بخاریؒ و مسلمؒ نے یہ روایات اس لئے ذکر نہیں کیں کیونکہ یہ ضعیف تھیں، کہیں لکھا کہ صحاح ستہ میں بہت سے مہدیوں کی خبر دی گئی ہے (ذہن میں رہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم بھی صحاح ستہ میں شامل ہیں)، کہیں یہ بیان دیا کہ مہدی کے بارے میں ابن ماجہ کی ایک روایت نہایت صحیح ہے، کہیں لکھا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں جس کے بارے میں احادیث میں آیا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی عترت اور بنی فاطمہؓ میں سے ہوگا، اور پھر کہیں اپنے آپ کو "مغل برلاس" سے فاطمی اور اہل بیت رسول ﷺ

ثابت کرنے کے لئے مضحکہ خیز کشف اور خوابوں کا سہارا لیتا ہے، کہیں یہ دعویٰ کرتا نظر آتا ہے کہ میرا مقصد مسلمانوں کے دلوں سے ''خونی مہدی اور خونی مسیح'' کا تصور ختم کرنا ہے، اور آپ نے دیکھا کہ اُسے امام مہدی کے متعلق اہل سنت کے موقف کے بارے میں بھی صحیح علم نہیں، دراصل یہ تضاد بیانی اور موقع پرستی مرزا قادیانی کا خاصہ تھا، وہ پوری زندگی اپنے دعوے بھی بدلتا رہا اور اپنے بیانات بھی، بہرحال اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ وہ ''امام مہدی'' ہے، مرزا کے اس دعوے کی بنیاد کیا ہے؟ اُسے کہاں سے پتہ چلا کہ کسی امام مہدی نے آنا ہے؟ خود اس کے بقول جن روایات میں کسی مہدی کے آنے کا ذکر ہے وہ سب ضعیف اور مجروح ہیں اور ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں، اور اس کا یہ کہنا بھی ہے کہ محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر بھی نہیں، تو پھر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مرزا قادیانی یہ کہتا کہ کسی مہدی نے نہیں آنا یہ سب کہانیاں ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُس نے ''امام مہدی'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا اور اپنے خدا کا ایک الہام یوں بیان کیا:

''وبشرني وقال ان المسيح الموعود الذي يرقبونه والمهدي المسعود الذي ينتظرونه هو انت'' ''خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے وہ تُو ہے۔''

(تذکرہ، صفحہ 209 طبع چہارم)

غور طلب بات یہ ہے کہ مہدی کے بارے میں تمام روایات بقول مرزا ناقابل اعتبار اور ضعیف ہیں، لیکن مرزا کا خدا اُسے یہ بشارت دے رہا ہے کہ جس مہدی کا انتظار مسلمان کر رہے ہیں وہ تُو ہے یعنی مرزا کا خدا (جس کا نام مرزا نے ''یلاش'' بتایا ہے۔ تذکرہ، صفحہ 310، طبع چہارم) اُن روایات کی تصدیق کر رہا ہے جن کے اندر مہدی کے آنے کا ذکر ہے، اس طرح مرزا کا اپنے خدا کے ساتھ بھی اختلاف ہو گیا۔

روایت ''لا المهدي الا عيسىٰ'' اور مرزا قادیانی

مرزا قادیانی کی تحریرات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوتی ہے کہ وہ اُن روایات سے جان چھڑانے کے لئے کوشاں رہتا تھا جن کے اندر ایک خاص شخصیت ''مہدی'' کے ظاہر ہونے کا بیان ہے، اور اُس نے بار بار لکھا کہ اُن روایات میں سے جن کے اندر مہدی کا ذکر ہے ایک بھی صحیح نہیں اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ و مسلمؒ نے ایسی کوئی روایت اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کی، لیکن دوسری طرف مرزا قادیانی کی یہ بھی ضد ہے کہ اسے ''مہدی معہود'' تسلیم کیا جائے، آج بھی جماعت مرزائیہ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود و مہدی معہود'' کے الفاظ کے ساتھ یاد کرتی ہے، ایک عام آدمی کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ آخر مرزا نے یہ ''مہدی'' کا تصور کہاں سے لیا؟ اسے کیسے علم ہوا کہ کسی ''مہدی'' نے آنا ہے؟ کیا مرزا نے یہ بات ضعیف اور مجروح روایات سے لی؟، اس سوال کا جواب تو مرزا کا کوئی امتی ہی دے سکتا ہے۔

مرزا قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جب مرزا کے دل میں خود ''مہدی'' بننے کا خیال آیا تو اُس نے اُن تمام روایات میں سے جنہیں وہ ''مجروح و مخدوش اور ضعیف'' لکھ چکا تھا ایک روایت ایسی تلاش کی جو اس کے مطابق ''بہت صحیح'' تھی، لیکن نہ مرزا قادیانی نے اور نہ ہی آج جماعت مرزائیہ نے کبھی یہ سوچا کہ بالفرض اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو اس روایت میں بھی حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے، اس روایت میں صراحتاً تو کیا اشارتاً بھی کوئی ذکر نہیں کہ ''غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ و مسماۃ چراغ بی بی'' مہدی ہے، آیئے ہم مختصر طور پر اس روایت کا جائزہ لیتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی کو ''امام مہدی'' ثابت کرنے کے لئے یہ روایت پیش کی جاتی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ایک روایت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

''حدثنا يونس بن عبدالأعلى حدثنا محمد بن ادريس الشافعي حدثني محمد بن خالد الجندي عن أبان بن صالح عن الحسن عن أنس بن مالک أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا يزداد الأمر الا شدّة ولا الدنيا الا ادباراً ولا الناس الا شحًا ولا تقوم الساعة الا على شرار الناس ولا المهديُّ الا عيسىٰ بنُ مريمَ۔''

ترجمہ: ''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: معاملہ میں شدت بڑھتی جائے گی اور دنیا میں ادبار (افلاس اور اخلاق رذیلہ) بڑھتا ہی جائے گا، لوگ بخیل سے بخیل تر ہوتے جائیں گے، اور قیامت انسانیت کے بدترین افراد پر قائم ہوگی، مہدی نہیں ہوں گے مگر مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہ السلام)۔'' (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 4039)

یہ روایت سنن ابن ماجہ کے علاوہ دوسری کتابوں میں بھی ملتی ہے لیکن چونکہ تمام کتابوں میں اس کی سند ''محمد بن ادریس الشافعی'' سے آگے ایک ہی ہے اس لئے ہم صرف سنن ابن ماجہ کی روایت پر ہی بات کریں گے۔

مرزا قادیانی کا اقرار کہ اس روایت کو محدثین نے ضعیف کہا ہے

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت اور اس کی سند پر محدثین اور ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال پیش کریں، یہ بتانا ضروری ہے کہ فریق مخالف یعنی مرزا قادیانی کو یہ

تسلیم ہے کہ اس روایت کی صحت کے بارے میں محدثین نے کلام کیا ہے، صرف دو حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے ایک مرید "محمد منظور الٰہی" نے مرزا قادیانی کی باتوں کو (جسے ملفوظات کا نام دیا جاتا ہے) "المہدی" کے نام سے سلسلہ وار شائع کرنا کیا تھا، اس سلسلے کے پہلے شمارے میں مرزا کی یہ بات نقل کرتا ہے کہ:

"جیسے مثلاً لا مهدي الا عيسىٰ والی حدیث۔ گو محدثین اس پر کلام کرتے ہیں، لیکن مجھ پر خدا تعالیٰ نے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔" (المہدی، صفحہ 36، مرتبہ محمد منظور الٰہی، شائع کردہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

یعنی مرزا قادیانی خود اعتراف کرتا ہے کہ اس روایت کی صحت پر محدثین نے کلام کیا ہے اور چونکہ مرزا کے پاس اُن محدثین کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا، اس لئے اُس نے وہی پرانا ہتھیار استعمال کیا کہ مجھے میرے خدا نے بتایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

اسی طرح ایک جگہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالہ اوہام میں نواب صدیق حسن خان کی کتاب "حجج الکرامۃ فی آثار القیامۃ" کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"پھر صفحہ ۳۸۵ میں لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ نے انس سے یہ حدیث بھی لکھی ہے جس کو حاکم نے بھی مستدرک میں بیان کیا ہے کہ لا مهدی الا عيسىٰ بن مريم یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں پھر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ مہدی کا آنا بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ میں (یعنی مرزا قادیانی۔ناقل) کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں ہیں اسی وجہ سے امامین حدیث (یعنی بخاریؒ و مسلمؒ۔ناقل) نے ان کو نہیں لیا۔ اور ابن ماجہ اور مستدرک کی حدیث ابھی معلوم ہو چکی ہے کہ عیسیٰ ہی مہدی ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ہم اس طرح پر تطبیق کر دیں کہ جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی مہدی اور وہی امام ہے اور ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی اور مہدی بھی آوے اور یہی مذہب حضرت اسمٰعیل بخاری کا بھی ہے (یعنی امام بخاریؒ، مرزا کو یہ بھی معلوم نہیں کہ امام بخاری کا نام "اسماعیل" نہیں بلکہ محمد بن اسماعیل بخاری ہے۔ناقل) کیونکہ ان کا اگر بجز اس کے کوئی اور اعتقاد ہوتا تو ضرور وہ اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے......"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، ر خ 3، صفحہ 406)

ہمارا مقصد یہ حوالہ پیش کرنے کا صرف اتنا تھا کہ مرزا قادیانی نے نواب صدیق حسن خانؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حدیث "لا مهدي الا عیسیٰ" ضعیف ہے، اور اس پر مرزا قادیانی نے نواب صاحبؒ سے اختلاف نہیں کیا بلکہ خود یہ لکھ کر کہ "مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں" اس حدیث کو ضعیف تسلیم کیا ہے، لیکن چونکہ یہاں بھی مرزا نے فریب دینے کی کوشش ہے اس لئے ہم مختصر تبصرہ کر کے آگے چلیں گے۔

پہلی بات یہ کہ نواب صدیق حسن خانؒ نے "حجج الكرامة في آثار القيامة" کے صفحہ 385 پر اس روایت کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے جو مرزا نے ذکر نہیں کی، پھر مرزا نے "لا مهدي الا عیسیٰ" کے اردو ترجمہ میں اپنی طرف سے لکھا "یعنی عیسیٰ بن مریم کے سوا اور کوئی مہدی موعود نہیں"، جبکہ روایت کے الفاظ میں "موعود" کا لفظ کہیں نہیں بلکہ "حضرت مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام" کا ذکر ہے، اس کے بعد مرزا نے نواب صدیق حسن خانؒ کی طرف سے اس روایت کی دوسری روایات کے ساتھ دی گئی تطبیق تو ذکر نہیں کی (نواب صاحب نے اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ "اس کی تاویل یہ ہو سکتی ہے کہ مہدی کامل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ نبی بھی ہیں اس لئے وہ حضرت مہدی علیہ الرضوان سے بلاشبہ زیادہ کامل مہدی ہیں، پھر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ بفرضِ صحت اس حدیث میں تاویل کے بغیر چارہ نہیں کیونکہ یہ ظاہری طور پر احادیث متواترہ کے مخالف نظر آتی ہے، پھر آگے نواب صاحب نے اسی صفحہ پر اس روایت کو ضعیف بھی ثابت کیا ہے) لیکن مرزا قادیانی نے اپنی تطبیق پیش کرتے ہوئے لکھا کہ "جو شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا احادیث میں لکھا گیا ہے اپنے وقت کا وہی امام ہے"، ان الفاظ کے ساتھ مرزا نے اپنا مشہور زمانہ دھوکہ دیا ہے، کیونکہ کسی حدیث میں ایسی کوئی بات نہیں کہ کوئی شخص عیسیٰ کے نام سے آنے والا ہے، اور پھر مرزا نے امام بخاریؒ کا نام "حضرت اسماعیل بخاری" لکھا، جبکہ امام صاحب کا نام "محمد" ہے اور "اسماعیل" آپ کے والد گرامی کا نام ہے، اور یہیں مرزا نے امام بخاریؒ پر ایک جھوٹ بھی بولا کہ ان کا بھی یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ بن مریم ہی مہدی ہیں، جبکہ امام بخاریؒ نے ہرگز ایسی کوئی بات کہیں نہیں فرمائی اور نہ ہی "لا مهدي الا عيسىٰ" والی روایت انہوں نے اپنی صحیح میں کہیں ذکر کی، مرزا لکھتا ہے کہ "اگر امام بخاری کا اس کے علاوہ کوئی اور اعتقاد ہوتا تو وہ ضرور اپنی حدیث میں ظاہر فرماتے"، میں مرزا سے کہتا ہوں کہ امام بخاریؒ کا اگر یہ اعتقاد ہوتا تو وہ "لا مهدي الا عیسیٰ" والی روایت ضرور اپنی کتاب میں ذکر فرماتے۔ تو یہ تھے مرزا قادیانی کے چند دھوکے۔

(جاری ہے)

نئے امیر مرکزیہ کا تقرر!

مولانا قاضی احسان احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سابق امیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نور اللہ مرقدہ کے وصال کے بعد نئے امیر مرکزیہ کا تقرر اور تشکیل عمل میں آنا تھی تاہم حضرت لدھیانویؒ کے جنازہ والے دن ہی قبل از نماز جنازہ مجلس کے طرف سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب نے اعلان فرمایا کہ اب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائم مقام امیر، مخدوم العلماء، استاذ الحدیث، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کو ۲ فروری ۲۰۱۵ء کو مجلس کا قائم مقام امیر مقرر فرمادیا گیا۔

اب اگلے مرحلہ میں امیر محترم کا تقرر ہونا تھا، چنانچہ ۷ فروری بروز ہفتہ بعد نماز عشاء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک بھرپور وفد وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر واقع شیر شاہ ملتان میں کراچی سے تشریف لائے ہوئے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مولانا مفتی خالد محمود، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ اور مولانا سعید اسکندر سے ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا۔

وفد کی قیادت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ فرمارہے تھے۔ دیگر شرکاء وفد میں حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا مفتی محمد ارشد مدنی، حضرت مولانا محمد اسحاق ساقی، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور راقم شامل تھے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی دفتر کے ناظم حضرت مولانا عبدالمجید صاحب نے وفد کا خیر مقدم کیا اور حضرت ڈاکٹر صاحب سے وفد نے فرداً فرداً مصافحہ کیا۔ پھر شرکاء وفد اور حضرت ڈاکٹر صاحب ایک کمرہ میں گفت و شنید میں مصروف ہوئے تو مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب نے دیگر ضروری اور اہم باتوں کے ساتھ حضرت ڈاکٹر صاحب سے مجلس کی امارت قبول فرمانے کی درخواست کی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے تمام گفتگو سننے کے بعد خطبہ مسنونہ اور قرآن کریم کی آیت مبارکہ تلاوت فرمائی اور انتہائی ایمان افروز گفتگو فرمائی اس تمام گفتگو کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحب نے انتہائی عجز وانکساری سے امارت قبول کرنے سے معذرت فرمائی مگر مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب اور مولانا اللہ وسایا صاحب نے نہایت ادب و احترام سے اصرار کیا جس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کل صبح مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ میں مرکزی شوریٰ کا جو اجلاس منعقد ہو رہا ہے اس میں بات کریں گے تمام احباب خاموش رہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی رقت آمیز دعا سے یہ مجلس ختم ہوئی۔

۸ فروری بروز اتوار صبح دس بجے کے قریب حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب مہتمم جامعہ دارالقرآن، رکن مرکزی مجلس شوریٰ کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مرکزی ناظم اعلیٰ کے حکم پر راقم نے اراکین شوریٰ سے مرکزی شوریٰ کے رجسٹر پر دستخط کرانے کا آغاز حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ سے کیا۔

تھوڑی دیر کے بعد مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب نے مرکزی مجلس شوریٰ جن میں جید علماء کرام موجود تھے کے سامنے حضرت ڈاکٹر صاحب کی امارت کی قرارداد پیش کی تمام اراکین مجلس شوریٰ نے بیک زبان، دیدہ دل فرش راہ کرتے ہوئے متفقہ طور پر تائیدی کلمات سے حضرت ڈاکٹر صاحب کی امارت پر مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا۔ الحمدللہ! اس کے بعد حسب روایات اکابر حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے بیان فرمایا اور اس عظیم منصب کو قبول کرنے سے اپنی معذوری کا اعلان فرمایا تاہم اور بھی تفصیلی گفتگو فرمائی، پھر تمام احباب مجلس شوریٰ نے اظہار اعتماد فرمایا تو یہ منظر قابل دید تھا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب پر رقت طاری ہوگئی۔ تمام اراکین شوریٰ بھی اس منظر کو دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے تاہم یہ مرحلہ انتہائی خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوا۔

اس نظارہ نے دل پر ایک عجیب نقش چھوڑا ہمارے اتنے بڑے بڑے اکابر بھی منصب کے خواہاں نہیں ہیں، کارکن بن کر کام کرنے کے لئے تیار ہیں، یہ ماحول آج بھی غنیمت ہے۔ رب کریم ہمارے اکابر کی زندگیوں کو صحت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائے اور ان کا فیض پورے عالم میں عام فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆..........☆☆

تحریکِ ختم نبوت..... آغاز سے کامیابی تک

قسط:۲۶

سعود ساحر

اٹارنی جنرل: ''گویا حدیث میں کمی ہے؟''

اس موقع پر چیئرمین صاحب زادہ فاروق علی نے گواہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''واضح اور مختصر بات کریں۔ یہ آخری دن ہے، ہم نے بحث ختم کر کے فیصلے پر پہنچنا ہے۔ بھول بھلیوں میں ہمیں نہ ڈالا جائے۔''

اٹارنی جنرل: ''اس کا معنی یہ ہوا کہ مرزا غلام احمد غیر حقیقی امتی نبی تھے؟''

گواہ: ''جی نہیں، میں نے عرض کیا کہ مرزا غلام احمد نے امتی نبی کا لفظ کبھی استعمال نہیں کیا۔ انہوں نے امتی اور نبی کا لفظ ضرور استعمال کیا۔''

چیئرمین: ''گویا لغت ہر وقت جیب میں رکھنی ہوگی؟''

اٹارنی جنرل: ''مرزا نے کہا کہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں۔ کیا آپ اسے تسلیم کرتے ہیں؟''

گواہ: ''جی ہاں، ہم تسلیم کرتے ہیں، لیکن تشریح کرنا ہوگی۔''

چوہدری جہانگیر علی: ''چیئرمین صاحب! اس گورکھ دھندے کو بند کریں، کافی ہوگیا۔'' چیئرمین: ''آپ ایسا نہ کریں۔''

چوہدری جہانگیر علی: ''ان کو اسی زبان میں جواب دیا جائے، جس میں یہ تبلیغ کرتے ہیں۔ میں ان کے مذہب کو خوب سمجھتا ہوں۔''

چیئرمین: ''چوہدری صاحب آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن ان کو موقع دیں۔''

اٹارنی جنرل: ''مثال کے طور پر آپ اسمبلی میں ہیں، یہ اسپیکر ہیں اور وہ تسلیم کرتے ہیں کہ میں اسپیکر ہوں، تمام ارکان بھی تسلیم کرتے ہیں، اب ایک رکن کہے کہ اسپیکر سے لاؤڈ اسپیکر مراد ہے، کیا ایسا کہنا جائز ہوگا، حالانکہ لاؤڈ اسپیکر کو بھی اسپیکر کہتے ہیں؟''

گواہ: ''یہ تو آپ بات ماحول کی کرتے ہیں، مولانا روم یا تفسیر مظہری میں ہے......''

اٹارنی جنرل: ''آپ اِدھر اُدھر نہ جائیں، مرزا کی بات کریں کہ وہ کیا بلا ہے، تاکہ بات دوٹوک ہو۔ فلاں نے کیا کہا، اسے چھوڑیں، مرزا کی بات کریں، وہ مدعی نبوت ہے اور حضور اکرمؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے، اسی طرح اس کو ماننے والے بھی، کیا مرزا کا یہ دعویٰ غلط ہے؟''

گواہ: ''یہ ٹھیک ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟''

اٹارنی جنرل: ''تو آپ ربوہ والوں کی طرح کہہ دیں کہ دعویٰ نبوت کیا تھا، تاکہ بات ختم ہو؟''

گواہ: ''مگر وہ معنی غلط کرتے ہیں، لغوی معنی کو حقیقت پر محمول کرتے ہیں۔''

اٹارنی جنرل: ''دیکھئے، مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ ''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے۔'' یہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام نبی رکھا اور اس کو بھیجا، یہ بھی لغوی معنی ہے؟''

گواہ: ''جی ہاں۔''

اٹارنی جنرل: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقت میں اس کو نبی نہیں بنا رہا ہے؟''

گواہ: ''جی ہاں۔''

اٹارنی جنرل: ''اسی حوالے سے آگے کہتا ہے کہ ''مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا'' یہ بھی لغوی ہوا؟''

گواہ: ''جی ہاں، بالکل۔''

اٹارنی جنرل: ''قبلہ مفتی محمودؒ صاحب آپ مرزا کا عربی حوالہ پڑھ دیں۔''

مفتی محمودؒ نے عربی عبارت از حمامة البشریٰ صفحہ۱۴ پڑھی: ''والقسم یدل علی ان الکلام محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ ولا استثناء'' ترجمہ: ''جب کلام قسم کے ساتھ تاکید کیا جاتا ہے تو وہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، اس میں تاویل یا تخصیص نہیں ہوتی۔''

اٹارنی جنرل: ''مرزا کہتا ہے کہ قسمیہ کلام حقیقت پر مبنی ہوتا ہے، آپ کہتے ہیں کہ یہ لغوی ہوتا ہے۔ اب کس کی بات کو صحیح مانیں؟''

گواہ: ''مرزا نے قسم کھا کر کہا کہ میں نبی نہیں ہوں۔''

اٹارنی جنرل: ''ایک مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ نبی ہوں، دوسری دفعہ قسمیہ کہا کہ نبی نہیں ہوں تو اس کا کردار اور پریشان کن ہوگیا۔ کون سی بات صحیح ہے؟''

گواہ: ''دونوں صحیح۔'' (ایوان میں قہقہہ)

اٹارنی جنرل: ''ایک مرتبہ اثبات اور

دوسری دفعہ نفی، آپ دونوں کو صحیح کہتے ہیں۔ مرزا کا کہنا ہے کہ ”میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا، اس نے میرا نام نبی رکھا اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا۔ اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے، جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ پھر کہا کہ قسم میں تاویل نہیں۔ آپ تاویل کرتے ہیں؟“

گواہ: ”نبی کا لفظ دوسرے معنوں میں ہے۔“

اٹارنی جنرل: ”معنی کا تو جھگڑا ہے۔ پہلے کہا کہ نبی کاٹ دو، پھر کہہ دیا کہ نبی ہوں۔ آپ غلط فہمی پیدا نہ کریں۔“

گواہ: ”نبی دو معنی میں استعمال ہوتا ہے۔“

عبدالعزیز بھٹی: ”جناب! سوال کچھ ہے، جواب کسی اور سلسلے میں دیتے ہیں۔“

چیئرمین: ”دیکھئے، مرزا نے بار بار خود کو نبی کہا۔ یہ صاحب اس سے انکار کرتے ہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”یہ اس کے نتائج سے گھبراتے ہیں؟“

گواہ: ”جی ہاں۔“

اٹارنی جنرل: ”پھر کہتا ہے نبی ہوں؟“

گواہ: ”عام استعمال نہ کیا کرو۔“

اٹارنی جنرل: ”کبھی کبھی میں کوئی حرج نہیں؟“

گواہ: ”جی ہاں۔“

اٹارنی جنرل: ”عجیب فلسفہ ہے، کبھی جائز، کبھی ناجائز۔ مرزا کا آخری خط جو زندگی کے آخری دن لکھا گیا، موت کے دن شائع ہوا۔ اس میں بھی وہ نبوت کا اعلان کرتا ہے۔“

گواہ: ”جی کیا (نبوت کا اعلان) مگر عزت کے لیے۔“

اٹارنی جنرل: ”تو آپ اسے عزت کیوں نہیں دیتے۔ نبی کہہ دیں عزت کے لیے۔ مرزا کہتا ہے“ یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے ماسوائے اس کے کہ شریعت کیا ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہے۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے، نہی بھی (اربعین صفحہ ۴) اب تو یہ صاحب شریعت کا دعویٰ ہے؟“

گواہ: ”شریعت جدیدہ تو نہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”جدیدہ یا قدیم، دعویٰ تو ہے؟“

گواہ: ”ہاں۔“

اٹارنی جنرل: ”دیکھیں حکیم نورالدین نے کہا کہ جن لوگوں نے مسیح موعود کو دیکھا ہے اور اس کی مجلس میں بیٹھے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ نبی میں ایک خاص کشش ہوتی ہے، اس وقت کھل کر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے؟“

گواہ: ”مگر یہاں بھی مجازی ہے۔“

اٹارنی جنرل: ”اگر میں کہوں کہ شیر کے ساتھ بیٹھنے سے ڈر لگتا ہے تو کیا اس سے نقلی شیر مراد ہوگا؟ کم از کم اپنے والد کی بات نہ بگاڑیں۔“

گواہ: ”بہادر آدمی سے بھی ڈر لگتا ہے۔“

اٹارنی جنرل: بہادری سے یا اس کی مجلس سے؟“

گواہ: ”جی ہاں، بہادری سے۔“

اٹارنی جنرل: ”تو صاحب زادہ صاحب! بات صاف ہوگئی۔ آپ اور ربوہ والوں میں کوئی فرق نہیں، وہ بھی (مرزا کو) نبی مانتے ہیں، آپ بھی؟“

گواہ: ”مجھے علم نہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”آپ کے والد حکیم نورالدین نے کہا کہ ”یہ تو صرف نبوت کی بات ہے، میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود غلام احمد قادیانی (صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ کردیں (استغفراللہ) تو بھی مجھے انکار نہ ہوگا، کیونکہ جب ہم نے ان کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا تو جو بھی آپ فرمائیں گے، وہی حق ہوگا۔“

گواہ: ”یہ میرے علم میں نہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”ہونا بھی نہیں چاہئے، اس لیے کہ آپ کے خلاف جاتا ہے۔“

گواہ: ”یہ القرآن سے لیا ہے اور ”القرآن“ حجت نہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”لیکن ”الحکم“ ۱۸ جولائی ۱۹۰۸ء اور ۱۰ مئی ۱۹۰۹ء میرے سامنے ہے۔ اسی طرح ”ریویو آف ریلیجنز“ مارچ ۱۹۰۴ء اسی طرح ریویو نومبر ۱۹۰۴ء، اسی طرح ۱۴ مئی ۱۹۱۱ء ان میں محمد علی لاہوری نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کیا ہے؟“

گواہ: ”مجھے موقع دیا جائے۔ ان سب کو چیک کرلوں، جواب دینا میرے لیے ممکن نہیں۔“

اٹارنی جنرل: ”اسی طرح ۲۴ اگست ۱۹۳۵ء کو لاہوری جماعت کے عبدالرحمن مصری نے مرزا قادیانی کی نبوت کے مطابق حلفیہ شہادت دی؟“

گواہ: ”میں یہ چیک کرلوں، پھر بات چل سکتی ہے۔ اس وقت کچھ کہنا میرے لیے ناممکن ہے۔“ ”القرآن“ ربوہ کا ایک غیر ذمہ دار پرچہ ہے۔ اس کی تحریرات اتنے اہم مسئلے کے لیے پیش نہیں کرنی چاہئیں۔“

اٹارنی جنرل: ”القرآن“ کو بھول جائیں، میں نے ”الحکم“ اور ”ریویو“ کے حوالے دیئے۔ آپ دیکھ لیں، چیک کرلیں، درست ہیں یا نہیں۔ اگر آپ جواب نہیں دے سکتے تو چار دن بعد سیکریٹری اسمبلی کے پاس جواب بھجوادیں؟“

گواہ: ”ٹھیک ہے۔“ (جاری ہے)

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

ساتویں قسط

حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

جاوید احمد غامدی کا منشور:

میرے پاس غامدی صاحب کا یہ منشور تقریباً دس بارہ سال سے پڑا ہے، میں نے اس کو محفوظ صندوقچے میں رکھا تھا، ذہن میں یہی بات تھی کہ میں کسی وقت اس کو مسلمانوں کے سامنے لاؤں گا، اب تک اس مقالہ میں جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ اس منشور کی دفعات کو ظاہر کرنے کے لیے بطور تمہید تھا، اب منشور اور اس کی چند دفعات قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہوں، قابل گرفت ہر دفعہ پر تبصرہ ہوگا۔

غامدی صاحب کا یہ منشور ۱۹ صفحات پر مشتمل ہے، ابتدائی صفحہ پر جلی حروف میں ''منشور'' لکھا ہے، نیچے لکھا ہے: ''جاوید احمد غامدی'' صفحہ کے دائیں طرف لکھا ہے ''اعلانِ جنگ دورِ حاضر کے خلاف'' منشور کے آخری صفحہ پر لکھا ہے: ''(۹۸) (۲) ای ماڈل ٹاؤن لاہور)'' طباعت کی تاریخ نہیں ہے۔

یاد رکھنے کی بات ہے کہ منشور کسی بھی آدمی یا تنظیم کے دل کی آواز ہوتی ہے، منشور ہی پوری تحریک کا خلاصہ اور نچوڑ ہوتا ہے، منشور ہی آدمی کے دماغ اور ذہنی رجحانات کا عکاس ہوتا ہے، لہٰذا جاوید غامدی صاحب کا منشور بھی ان کے عقائد اور ان کے احساسات کا ترجمان ہے، تو لیجئے! اس کو پڑھ لیجئے! اور دیکھ لیجئے کہ غامدی صاحب منشور تیار کرتے وقت بہت پہلے جب پردوں کے پیچھے ایسے تھے تو اب وہ کیسے ہوں گے!

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اس منشور کے پانچ بڑے عنوانات ہیں، جن کے نیچے کئی کئی دفعات ہیں، بڑے عنوانات یہ ہیں: ۱: سیاسی سطح پر، ۲: معاشی سطح پر، ۳: معاشرتی سطح پر، ۴: تعلیم وتعلم، ۵: حدود وتعزیرات۔

ان عنوانات کی ابتدا میں غامدی صاحب نے بڑے طمطراق کے ساتھ زورِ قلم دے کر ایک اعلان کیا ہے، ان کے الفاظ یہ ہیں:

''ہمارا یہ منشور درحقیقت ایک اعلانِ جنگ ہے دورِ حاضر کے خلاف، اس کے ذریعے سے ہم چاہتے ہیں کہ حق اپنی ضربِ کلیمی کے ساتھ نمودار ہو اور ائمہ مغرب نے سیاست، معیشت، معاشرت، اصول وعقائد اور علم وتحقیق میں حکمتِ فرعونی کے جو پیکر اس زمانے میں تخلیق کیے ہیں وہ سب بالکل پاش پاش کر دیے جائیں، اپنے اس مقصد کی تفصیل ہم اس طرح کرتے ہیں: ۱: ''سیاسی سطح پر۔'' (منشور ص:۲)

اس عنوان کے تحت اصلاحی دفعات ہیں، قابل گرفت کوئی چیز نہیں ہے، البتہ اس عنوان کی دفعہ: ۳ میں غامدی صاحب نے لکھا ہے کہ معروف کی ترویج اور منکر کا استیصال۔ (منشور ص:۲)

تبصرہ:..... غامدی صاحب سے پوچھا جاسکتا ہے کہ آپ نے معروف کی ترویج کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور منکر کا کہاں، کب اور کیسے استیصال کیا ہے؟ معروف کے میدان میں اسلامی وضع قطع، نمازیں، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہیں، تہجد اور تلاوتِ قرآن ہے، بناء مساجد و مدارس اور جہاد ہے۔ ان میدانوں میں تو آپ کا کوئی عمل نظر نہیں آتا، نہ معلوم معروف کی ترویج کہاں ہو رہی ہے؟ یا صرف قلمکاری اور مضمون نگاری کی بازیگری دکھانے کی حد تک یہ لکھ دیا گیا ہے۔

باقی منکر کے استیصال میں بھی آنجناب کی خدمات ڈھونڈنے سے بھی کہیں نہیں ملتیں۔ ڈاڑھی کی سنت کو آپ مانتے نہیں، بلکہ اس کے سنت ہونے کا بھی سرے سے انکار کرتے ہیں، جو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے، اسی طرح ڈیڑھ لاکھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے، جو واجب کے درجہ میں ہے، اگرچہ اس کا ثبوت سنت سے ہے۔ ٹی وی میں فیشن ایبل عورتوں کی جھرمٹ میں آپ کے لیکچر ہوتے ہیں، کیا منکر کا استیصال اس طرح ہوتا ہے؟ یا آپ نے منشور میں یہ باتیں لکھ کر محض لوگوں کو دھوکا دیا ہے؟ اور اس کے نفاذ اور عمل کی ذمہ داری دوسروں پر ڈال دی؟ حافظ شیرازی رحمہ اللہ نے شاید اسی پس منظر کے حق میں کہا تھا:

درکوئے نیک نامی مارا گزر نہ دادی
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضاء را

ترجمہ: ''نیکی کے راستوں میں مجھے گزرنے کی توفیق نہیں دی، اگر تجھے یہ پسند نہیں ہے تو تقدیر کو بدل ڈالو۔''

اس عنوان کے تحت دفعہ: ۵ میں مساجد کے انتظامات کے حوالہ سے غامدی صاحب نے لکھا ہے کہ:

''ہر صاحب علم کو حق حاصل ہو کہ وہ جس مسجد میں چاہے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق تعلیم

وتدریس اور اصلاح وارشاد کی مجالس منعقد کرے۔" (منشور ص:۹)

تبصرہ: یہ بات تو بہت اچھی ہے، لیکن کیا یہ صرف لکھنے کی حد تک ہے یا زمینی حقائق میں اس کا امکان بھی ہے؟ اس کے لیے موجودہ دور میں اس کے لیے ضروری ہے کہ سب لوگ سیکولر ازم اور وحدت ادیان پر جمع ہو جائیں۔ غامدی صاحب کے ذہن میں شاید وحدت ادیان کا ملحدانہ تصور ہوگا، ورنہ موجودہ صورت حال میں اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے وہ انتشار طوفان اُٹھے گا جو خانہ جنگی کا پیش خیمہ بنے گا۔ خود غامدی صاحب ملائشیا میں ہوں گے اور یہاں پاکستان کے لوگ دست وگریباں ہوں گے۔

"۲:......معاشی سطح پر" اس عنوان کے تحت غامدی صاحب نے اچھی تجاویز پیش کی ہیں، لیکن اس کے دفعہ: ۵ کے ضمن میں اس نے زکوٰۃ کو گھسیٹ کر لایا ہے، لکھتا ہے کہ زکوٰۃ کے بارے میں یہ چھ باتیں البتہ ہر حال میں ملحوظ رہیں
:ا:-ایک یہ کہ زکوٰۃ کے مصارف پر تملیک ذاتی کی جو شرط ہمارے فقہاء نے عائد کی ہے، اس کے لیے کوئی مأخذ قرآن وسنت میں موجود نہیں ہے، چنانچہ زکوٰۃ جس طرح فرد کے ہاتھ میں دی جاسکتی ہے، اسی طرح اس کی بہبود کے کاموں میں بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔" (منشور ص:۱۰)

تبصرہ:.....سوال یہ ہے کہ غامدی صاحب کے پاس کونسی اتھارٹی ہے جو امت کے سارے فقہاء کے اجماعی فیصلے کو چیلنج کرتا ہے؟ جن فقہاء نے صحابہؓ کا دور دیکھا اور وہ تابعین بنے یا تابعین کا دور دیکھا اور تبع تابعین بنے، پھر اجتہاد واستنباط کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے، علم وعمل کے پہاڑ بن کر امت کے لیے مذہبی پیشوا اور مقتدا بنے، ان کا فتویٰ اور قول واستدلال امت کے لیے خود ایک دلیل اور مأخذ ہے۔ غامدی صاحب کی کیا حیثیت ہے کہ امت کے ان مقدس طبقات کو پھلانگ کر اپنی خود ساختہ رائے کی طرف چھلانگ لگادے؟ امت کے فقہاء نے کہا ہے کہ قرآن کی آیت: "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ" میں لام تملیک کے لیے ہے۔ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ سارے فقہاء غلط کہتے ہیں، کیونکہ قرآن میں کوئی مأخذ موجود نہیں ہے، امت کے فقہاء اور مفسرین فرماتے ہیں کہ: "وآتوا الزکوۃ" میں ایتاء اعطاء کے معنی میں ہے اور اعطاء میں تملیک کا مفہوم شامل ہے۔ غامدی صاحب کہتے ہیں کہ فقہاء غلط کہتے ہیں اور قرآن میں اس کے مأخذ کی گنجائش نہیں ہے۔

شارحین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ کا قاعدہ اس طرح ہے کہ "تؤخذ من أغنيائهم وترد إلى فقرائهم۔" (بخاری) یعنی "زکوٰۃ مسلمانوں کے مالدار لوگوں سے لی جائے گی اور مسلمانوں کے غریبوں کو لوٹا دی جائے گی۔" اس دینے میں تملیک کا مفہوم ملحوظ ہے، لہٰذا زکوٰۃ میں تملیک ضروری ہے۔ غامدی صاحب کہتا ہے کہ حدیث وسنت میں کوئی مأخذ موجود نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں پوری امت اور جمہور فقہاء کے اجماعی موقف کو اس ڈھٹائی کے ساتھ ٹھکرانے کا حق غامدی صاحب کو کس نے دیا ہے؟ اگر وہ اجتہاد کا دعویٰ رکھتا ہے تو ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ مجتہد نہیں ہے۔ نیز اجتہاد شریعت کے کسی حکم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں تلاش کرنے کے لیے ہوتا ہے، شریعت میں فساد اور بگاڑ پیدا کرنے کے لیے اجتہاد نہیں ہوتا۔ مزید یہ کہ زکوٰۃ کی تملیک کے متفقہ فیصلہ کو رد کرنے کے لیے غامدی صاحب کے پاس قرآن وحدیث میں کونسی دلیل اور کونسا مأخذ ہے؟ صرف لفاظی اور عیاری ومکاری کے ساتھ تمام فقہاء کے مستدلات کو مشکوک بنانا یہ کوئی صالح فکر ہے یا فاسد ارادہ ہے؟

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ نے سورۂ توبہ کی آیت: ۶۰ "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ" کی تفسیر کے تحت تملیک زکوٰۃ پر بھرپور عمدہ کلام کیا ہے، قارئین کے افادہ کے لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

مسئلہ تملیک زکوٰۃ:

جمہور فقہاء اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے معینہ آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ ان مصارف میں سے کسی مستحق کو مال زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دے دیا جائے، بغیر مالکانہ قبضہ دیے اگر کوئی مال انہی لوگوں کے فائدے کے لیے خرچ کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

ہوگی۔ اسی وجہ سے ائمہ اربعہؒ اور جمہور فقہاء امت اس پر متفق ہیں کہ رقم زکوۃ کو مساجد یا مدارس یا شفاخانے، یتیم خانے کی تعمیر میں یا ان کی دوسری ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں، اگر چہ ان تمام چیزوں سے فائدہ ان فقراء اور دوسرے حضرات کو پہنچتا ہے جو مصرف زکوۃ ہیں، مگر ان کا مالکانہ قبضہ ان چیزوں پر نہ ہونے کے سبب زکوۃ اس سے ادا نہیں ہوگی۔

البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جاتا ہے تو صرف اس خرچ کی حد تک رقمِ زکوۃ صرف ہوسکتی ہے، اسی طرح شفاخانوں میں جو دوا حاجت مند غرباء کو مالکانہ حیثیت سے دے دی جائے۔ اس کی قیمت رقم زکوۃ میں محسوب ہوسکتی ہے۔ اسی طرح فقہاء امت کی تصریحات ہیں کہ لاوارث میت کا کفن رقم زکوۃ سے نہیں لگایا جاسکتا، کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ رقم زکوۃ کسی غریب مستحق کو دے دی جائے اور وہ اپنی خوشی سے اس رقم کو لاوارث میت کے کفن پر خرچ کردے۔ اسی طرح اگر اس میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو رقم زکوۃ سے براہ راست ادا نہیں کیا جاسکتا، ہاں! اس کے وارث غریب مستحق زکوۃ ہوں تو ان کو مالکانہ طور سے دیا جاسکتا ہے، وہ اس رقم کے مالک ہوکر اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کرسکتے ہیں۔ اسی طرح رفاہِ عام کے سب کام جیسے کنواں یا پل یا سڑک وغیرہ کی تعمیر، اگرچہ ان کا فائدہ مستحقین زکوۃ کو بھی پہنچتا ہے، مگر ان کا مالکانہ قبضہ نہ ہونے کے سبب اس سے زکوۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی۔

ان مسائل میں چاروں ائمہ مجتہدین ابوحنیفہ، شافعی، مالک، احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور جمہور فقہاء امت متفق ہیں۔ شمس الائمہ سرخسیؒ نے اس مسئلہ کو امام محمدؒ کی کتابوں کی شرح مبسوط اور شرح سیر میں پوری تحقیق اور تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، اور فقہاء شافعیہ، مالکیہ، حنابلہ، کی عام کتابوں میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔

فقیہ شافعی امام ابو عبیدؒ نے ”کتاب الاموال“ میں فرمایا کہ میت کی طرف سے اس کے قرض کی ادائیگی یا اس کے دفن کے اخراجات میں اور مساجد کی تعمیر میں، نہر کھودنے وغیرہ میں مال زکوۃ خرچ کرنا جائز نہیں، کیونکہ سفیان ثوریؒ اور تمام ائمہ اس پر متفق ہیں کہ اس میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی، کیونکہ یہ ان آٹھ مصارف میں سے نہیں، جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ (معارف القرآن، جلد چہارم، ص:۴۰۹)

(جاری ہے)

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا

★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گروہ مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب اور دجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے "اتمام حجت" ہے۔

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جوکہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔

★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس "اتمام حجت" کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچادی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان

061- 4783486
0300-4304277